Al-Mīthāq ***(Research Journal of Islamic Theology)***
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 05, **Issue** 03, July - September 2026, **PP**: 14-48
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

صحت کے شعبہ میں خواتین کی ملازمت کے چیلنجز و مشکلات: شرعی و تحقیقی مطالعہ

Challenges and Difficulties Faced by Women in Healthcare Employment: Sharīʻah and Research Based Study

1. Furqan Khan furqankhan4126@gmail.com	*Ph. D Research Scholar,* *Department of Islamic Learning, University of Karachi.*
2. Dr. Muhammad Arif Khan Saqi maksaqi@uok.pk	*Professor,* *Department of Islamic Learning, University of Karachi.*

How to Cite:	Furqan Khan and Dr. Muhammad Arif Khan Saqi. 2026: "Challenges and Difficulties Faced by Women in Healthcare Employment: Sharīʻah and Research Based Study". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 5 (03): 14-48.
Article History:	**Received**: 15-07-2026 — **Accepted**: 15-08-2026 — **Published**: 18-08-2026

Copyright:	**©The Authors**
Licensing:	This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.
Conflict of Interest:	Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

Publisher

HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

صحت کے شعبہ میں خواتین کی ملازمت کے چیلنجز و مشکلات: شرعی و تحقیقی مطالعہ

Challenges and Difficulties Faced by Women in Healthcare Employment: Sharīʻah and Research Based Study

1. **Furqan Khan**
Ph. D Research Scholar, Department of Islamic Learning, University of Karachi.
furqankhan4126@gmail.com

2. **Dr. Muhammad Arif Khan Saqi**
Professor, Department of Islamic Learning, University of Karachi.
maksaqi@uok.pk

Abstract

Women's participation in the healthcare sector has become increasingly important in contemporary societies, particularly in obstetrics, gynecology, women's healthcare, and other medical services. However, women's employment in this field involves various Sharīʻah, ethical, social, and practical considerations. This study examines the challenges and difficulties associated with women's employment in the healthcare sector from a Sharīʻah and research-based perspective. It aims to determine the Islamic position on women's professional participation in healthcare and identify the principles and conditions necessary for employment in accordance with Islamic values and contemporary professional requirements. The study employs a qualitative, descriptive, and analytical methodology, drawing primarily on the Qur'ān, Ḥadīth, classical and contemporary Islamic jurisprudence, and relevant literature. The findings indicate that women's employment is not inherently prohibited in Islam; rather, its permissibility depends on the nature of the work, the working environment, and compliance with relevant Sharīʻah requirements. In healthcare, female professionals may fulfill an important social need, particularly in providing medical services to women. Nevertheless, matters such as hijab, interaction with non-mahram individuals, seclusion, professional communication, travel, working hours, night shifts, and family responsibilities require due consideration. The study also identifies workplace harassment, physical and psychological stress, prolonged working hours, institutional weaknesses, and difficulties in maintaining work-family balance as major challenges. It concludes that safe working environments, reasonable working hours, maternity facilities, effective grievance mechanisms, institutional accountability, and professional ethics are essential for addressing these concerns. A balanced framework based on justice, public interest, removal of hardship, and human dignity can facilitate women's participation in healthcare while protecting their religious, professional, familial, and social rights.

Keywords: *Women, Healthcare, Medical Services, Workplace, Social Rights, Women's Employment.*

تمہید

صحت انسانی زندگی کی بنیادی ضروریات میں سے ہے اور ایک صحت مند معاشرہ ہی اپنی سماجی، معاشی اور تعلیمی ترقی کے

اہداف مؤثر انداز میں حاصل کر سکتا ہے۔ طبی خدمات کی فراہمی میں مردوں کے ساتھ خواتین کا کردار بھی غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے، خصوصاً خواتین سے متعلق طبی مسائل، زچگی، امراضِ نسواں، تشخیص و علاج اور دیگر حساس طبی معاملات میں خواتین طبی ماہرین کی موجودگی نہ صرف سہولت بلکہ بعض حالات میں اہم سماجی ضرورت بن جاتی ہے۔ اسی ضرورت کے پیشِ نظر موجودہ دور میں خواتین کی ایک بڑی تعداد طب، نرسنگ، فارمیسی، میڈیکل ٹیکنالوجی اور صحت کے دیگر شعبوں سے وابستہ ہے۔

اسلام نے انسانی ضروریات اور معاشرتی مصالح کو ملحوظ رکھتے ہوئے خواتین کے لیے جائز معاشی اور معاشرتی سرگرمیوں کی گنجائش رکھی ہے، تاہم ان سرگرمیوں کے لیے کچھ شرعی حدود و آداب بھی مقرر کیے ہیں۔ چنانچہ خواتین کی ملازمت کے مسئلے کو محض جواز یا عدمِ جواز کے دو متضاد خانوں میں محدود کرنے کے بجائے کام کی نوعیت، ماحول، شرعی تقاضوں اور معاشرتی ضرورت کے مجموعی تناظر میں دیکھنا ضروری ہے۔ صحت کے شعبے میں یہ معاملہ مزید اہم ہو جاتا ہے، کیونکہ یہاں مریضوں کے ساتھ براہِ راست تعامل، غیر محرم افراد سے پیشہ ورانہ رابطہ، بعض اوقات خلوت، حجاب، سفر، طویل اوقاتِ کار اور رات کی شفٹ جیسے متعدد عملی مسائل پیش آ سکتے ہیں۔ دوسری جانب خواتین طبی کارکنوں کو پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ جسمانی و ذہنی دباؤ، کام کے طویل اوقات، گھریلو اور ملازمت کی ذمہ داریوں میں توازن، دورانِ ملازمت ہراسانی، زچگی سے متعلق مشکلات اور بعض ادارہ جاتی کمزوریوں کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس صورتِ حال میں محض خواتین کی ملازمت کے شرعی جواز پر بحث کافی نہیں، بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ ان کے لیے ایسا محفوظ، باوقار اور شرعی اصولوں سے ہم آہنگ ماحول کیسے تشکیل دیا جائے جس میں وہ اپنی پیشہ ورانہ صلاحیتیں مؤثر انداز میں استعمال کر سکیں اور ان کے دینی، جسمانی، نفسیاتی، خاندانی اور سماجی حقوق بھی محفوظ رہیں۔ لہٰذا صحت کے شعبے میں خواتین کی ملازمت کے چیلنجز و مشکلات کا شرعی اصولوں اور معاصر حالات کی روشنی میں جائزہ ایک اہم علمی و عملی ضرورت ہے۔ زیرِ نظر مطالعہ اسی ضرورت کے پیشِ نظر خواتین کی ملازمت سے متعلق بنیادی شرعی تصورات، صحت کے شعبے میں درپیش عملی مشکلات اور ان کے ممکنہ حل کا تحقیقی و تجزیاتی جائزہ پیش کرتا ہے۔

خاندانی ذمہ داریوں کا توازن

اسلامی معاشرتی نظام میں خاندان کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، اسی لیے شریعت نے خاندانی زندگی کے استحکام کے لیے مرد و عورت دونوں کے حقوق اور ذمہ داریوں کی وضاحت کی ہے۔ عورت کو تعلیم حاصل کرنے، ملکیت رکھنے اور جائز معاشرتی و پیشہ ورانہ سرگرمیوں میں حصہ لینے کا حق حاصل ہے، تاہم اس کے ساتھ خاندان کی نگہداشت، شوہر کے جائز حقوق کی رعایت اور اولاد کی مناسب تربیت بھی اس کی اہم ذمہ داریوں میں شامل ہیں۔ چنانچہ عورت کے لیے کسی پیشے، خصوصاً شعبۂ طب، سے وابستہ ہونے کی صورت میں ضروری ہے کہ پیشہ ورانہ مصروفیات کو اس انداز سے منظم کرے کہ وہ اپنے خاندانی فرائض کی ادائیگی سے غافل نہ ہو۔ طبی شعبے کی عملی نوعیت اس معاملے کو مزید اہم بنا دیتی ہے، کیونکہ اس میدان میں طویل اوقاتِ کار، ہنگامی ڈیوٹیاں اور رات کی شفٹیں معمول کا حصہ ہو سکتی ہیں۔ ڈاکٹرز، نرسز اور دیگر طبی کارکنوں کو بسا اوقات ایسے پیشہ ورانہ حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جن کے اثرات گھریلو معمولات اور خاندانی زندگی تک پہنچ سکتے ہیں۔ اس تناظر میں ایک خاتون کے لیے اصل چیلنج یہ ہے کہ وہ اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کو مؤثر انداز میں نبھانے کے ساتھ شوہر، بچوں اور دیگر اہلِ خانہ کے حقوق کی ادائیگی اور گھریلو نظام کے استحکام کو بھی ملحوظ رکھے۔

قرآن مجید نے خاندان کے نظام میں باہمی تعاون اور ذمہ داریوں کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

”وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ۔“[1]

اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی بسر کرو۔

یہ آیت اگرچہ شوہروں کو خطاب کرتی ہے، لیکن اس میں خاندانی زندگی کے عمومی اصول یعنی حسنِ معاشرت، باہمی احترام اور حقوق کی رعایت کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے اہلِ خانہ کے ساتھ حسنِ سلوک کو فضیلت قرار دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاهْلِهِ۔[2]

تم میں بہترین وہ ہے جو اپنے اہلِ خانہ کے لیے بہترین ہو۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں عورت کی ملازمت بذاتِ خود خاندانی ذمہ داریوں سے دستبرداری کا سبب نہیں بن سکتی۔ اگر ملازمت کے نتیجے میں شوہر کے جائز حقوق، بچوں کی ضروری تربیت یا گھر کے بنیادی نظام میں مستقل خلل پیدا ہو تو یہ ایک اہم مسئلہ بن جاتا ہے۔ اس لیے کام کرنے والی خاتون کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی ترجیحات کا تعین کرے اور ایسا نظام اختیار کرے جس میں گھر اور ملازمت دونوں کے تقاضے مناسب حد تک پورے ہو سکیں۔

بچوں کی تعلیم و تربیت خاندانی زندگی کا ایک بنیادی پہلو ہے۔ ابتدائی عمر میں والدین کی توجہ، اخلاقی نگرانی اور دینی تربیت بچے کی شخصیت پر گہرا اثر ڈالتی ہے۔ اگر والدین مسلسل مصروفیات کی وجہ سے بچوں کی تربیت سے غافل ہو جائیں تو اس کے منفی اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ تاہم اس کا حل عورت کو ملازمت سے بالکل روک دینا نہیں، بلکہ ایسا متوازن نظام قائم کرنا ہے جس میں والدین اپنی ذمہ داریوں کو بہتر انداز میں ادا کر سکیں۔ صحت کے شعبے میں کام کرنے والی خواتین کے لیے خاندانی توازن کے چند اہم تقاضے یہ ہیں:

1. ملازمت اور گھر کے اوقات میں مناسب منصوبہ بندی: ڈیوٹی کے اوقات، خاص طور پر طویل شفٹوں اور ہنگامی ذمہ داریوں کو اس انداز میں منظم کیا جائے کہ گھر کے بنیادی معاملات متاثر نہ ہوں۔
2. شوہر کے ساتھ باہمی رضامندی اور تعاون: ازدواجی زندگی میں باہمی مشاورت اور تعاون بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر شوہر اور بیوی ایک دوسرے کی ذمہ داریوں کو سمجھیں تو بہت سے مسائل پیدا ہی نہیں ہوتے۔
3. بچوں کے لیے مناسب وقت مختص کرنا: مصروف ملازمت کے باوجود بچوں کے ساتھ وقت گزارنا، ان کی تعلیم، اخلاق اور دینی تربیت پر توجہ دینا ضروری ہے۔
4. گھریلو نظام کے لیے معاون انتظامات: ضرورت کے مطابق خاندان کے افراد یا قابلِ اعتماد ذرائع سے مدد حاصل کی جا سکتی ہے، تاکہ ملازمت کی وجہ سے گھریلو ذمہ داریاں مکمل طور پر متاثر نہ ہوں۔

فقہی اعتبار سے بھی کسی جائز کام کی اجازت اس وقت تک ہے جب تک وہ دوسرے واجب حقوق کی پامالی کا سبب نہ بنے۔ امام شاطبی نے مقاصدِ شریعت کے ضمن میں واضح کیا ہے کہ شریعت کا مقصد انسانی مصالح کا تحفظ ہے، اور ان مصالح میں خاندان اور نسل کی حفاظت بھی شامل ہے۔[3] صحت کے شعبے میں عورت کی ملازمت کے اہم چیلنجز میں سے ایک خاندانی ذمہ داریوں اور پیشہ ورانہ تقاضوں کے درمیان توازن قائم کرنا ہے۔ اسلام نہ عورت کی صلاحیتوں کے استعمال کی مخالفت کرتا ہے اور نہ خاندان کے حقوق کو نظر انداز کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ درست طرزِ عمل یہ ہے کہ عورت اپنی ملازمت کو انسانی خدمت کا ذریعہ بنائے، لیکن ساتھ ہی شوہر کے حقوق، بچوں کی تربیت اور خاندان کے استحکام کو بھی اپنی ترجیحات میں شامل رکھے۔ یہی توازن فرد، خاندان اور معاشرے کے لیے زیادہ مفید اور اسلامی تعلیمات کے زیادہ قریب ہے۔

بچوں کی تربیت پر اثرات

اولاد کی تربیت اسلامی معاشرت میں بنیادی اہمیت رکھتی ہے، کیونکہ بچے ہی مستقبل کے معاشرے کی تشکیل کرتے ہیں۔ اسلام نے والدین کو صرف اولاد کی کفالت کا ذمہ دار نہیں بنایا بلکہ ان کی دینی، اخلاقی اور عملی تربیت کی ذمہ داری بھی عائد کی ہے۔ خصوصاً ابتدائی عمر میں ماں کی شفقت، نگرانی اور تربیتی کردار بچے کی شخصیت سازی میں نہایت مؤثر ہوتا ہے۔ اسی لیے صحت کے شعبے میں خواتین کی ملازمت کے تناظر میں یہ پہلو اہمیت اختیار کر جاتا ہے کہ ملازمت کی مصروفیات بچوں کی تربیت پر کس حد تک اثر انداز ہوتی ہیں اور ان اثرات کو کس طرح متوازن کیا جاسکتا ہے۔ قرآن مجید نے اہلِ ایمان کو اپنے اہل وعیال کی دینی حفاظت اور تربیت کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا "[4]

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔

مفسرین نے اس آیت کی تشریح میں بیان کیا ہے کہ اہلِ خانہ کی حفاظت کا ایک اہم پہلو انہیں دین کی تعلیم دینا، اچھے اخلاق کی تربیت کرنا اور نیکی کی طرف رہنمائی کرنا ہے۔[5] رسول اللہ ﷺ نے بھی اولاد کی تربیت میں والدین کے کردار کو واضح فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ"[6]

تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر شخص سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

اس حدیث کی روشنی میں والدین خصوصا بچوں کی تربیت، نگرانی اور اصلاح کے ذمہ دار ہیں۔ لہٰذا اگر کسی خاتون کی ملازمت کی مصروفیات اس حد تک بڑھ جائیں کہ بچوں کی بنیادی ضروریات، اخلاقی نگرانی اور تربیتی رہنمائی متاثر ہونے لگے تو یہ ایک اہم خاندانی چیلنج بن جاتا ہے۔

صحت کے شعبے میں ملازمت کرنے والی خواتین کو بعض اوقات طویل ڈیوٹی، رات کی شفٹ، ہنگامی حالات اور ذہنی دباؤ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان حالات میں بچوں کو مطلوبہ وقت نہ ملنے کی صورت میں بعض منفی اثرات پیدا ہو سکتے ہیں، جن میں درج ذیل اہم ہیں:

- **والدین کی عدم موجودگی کا احساس:** چھوٹے بچوں کو خصوصا ابتدائی عمر میں والدین کی مسلسل توجہ اور جذباتی وابستگی کی ضرورت ہوتی ہے۔ والدہ کی مسلسل غیر موجودگی بعض اوقات بچے میں تنہائی یا جذباتی فاصلے کا احساس پیدا کر سکتی ہے۔
- **اخلاقی و دینی تربیت میں کمزوری:** بچوں کے کردار کی تعمیر میں والدین کا عملی نمونہ اور روزمرہ نگرانی بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ اگر والدین مناسب وقت نہ دے سکیں تو بچوں کی عادات، دینی شعور اور اخلاقی تربیت متاثر ہو سکتی ہے۔
- **تعلیمی نگرانی میں کمی:** بچوں کی تعلیم، ہوم ورک، تعلیمی مسائل اور تعلیمی ماحول کی نگرانی والدین کی توجہ چاہتی ہے۔ زیادہ مصروفیات کی وجہ سے اس پہلو میں کمی واقع ہو سکتی ہے۔

تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر ملازمت کرنے والی خاتون کی صورتِ حال یکساں نہیں ہوتی۔ بعض خواتین بہتر منصوبہ بندی، شوہر کے تعاون، خاندان کی معاونت اور مناسب وقت کی تقسیم کے ذریعے اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کے ساتھ بچوں کی بہترین تربیت بھی انجام دیتی ہیں۔ اس لیے مسئلہ صرف ملازمت کا نہیں بلکہ توازن، ترجیحات اور تربیتی نظام کا ہے۔

اسلامی تعلیمات میں ماں کے تربیتی کردار کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے، لیکن بچوں کی تربیت صرف ماں کی ذمہ داری نہیں

بلکہ والدین دونوں کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ اگر شوہر اور بیوی باہمی تعاون کے ساتھ بچوں کی ضروریات پوری کریں، ملازمت کے اوقات کو منظم کریں اور بچوں کے لیے معیاری وقت مختص کریں تو پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کے باوجود تربیت کا عمل بہتر انداز میں جاری رہ سکتا ہے۔ لہٰذا صحت کے شعبے میں خواتین کی ملازمت کے حوالے سے اصل مطلوب یہ ہے کہ معاشی یا پیشہ ورانہ ضرورت کو خاندانی ذمہ داریوں پر غالب نہ آنے دیا جائے۔ ملازمت اگر انسانی خدمت اور جائز ضرورت کے تحت ہو تو قابلِ قبول ہے، لیکن اس کے ساتھ اولاد کی دینی، اخلاقی اور تعلیمی تربیت کو نظر انداز کرنا درست نہیں۔ متوازن طرزِ عمل ہی وہ راستہ ہے جس سے عورت اپنے پیشہ ورانہ کردار اور ماں کی حیثیت دونوں کو کامیابی سے ادا کر سکتی ہے۔

شوہر کے حقوق اور بیوی کی ذمہ داریاں

اسلامی خاندانی نظام باہمی حقوق و فرائض پر قائم ہے۔ شریعت نے جس طرح شوہر پر بیوی کے حقوق، حسنِ معاشرت اور کفالت کی ذمہ داری عائد کی ہے، اسی طرح بیوی پر بھی شوہر کے جائز حقوق کی رعایت، گھر کے نظام کی حفاظت اور ازدواجی زندگی کے استحکام کی ذمہ داری رکھی ہے۔ صحت کے شعبے میں عورت کی ملازمت کے تناظر میں یہ مسئلہ خاص اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ پیشہ ورانہ مصروفیات بعض اوقات ایسی صورت حال پیدا کر سکتی ہیں جن میں ازدواجی حقوق اور ملازمت کے تقاضوں کے درمیان توازن قائم کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید نے میاں بیوی کے تعلق کو محبت، رحمت اور باہمی سکون کا رشتہ قرار دیا ہے:

"وَمِنْ ايَاتِهِ انْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ انفُسِكُمْ ازْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا الَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً "[7]

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لیے تم ہی میں سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو، اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت رکھ دی۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ازدواجی زندگی کا مقصد محض قانونی تعلق نہیں بلکہ سکون، محبت اور باہمی تعاون کا قیام ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں۔ شوہر کے اہم حقوق میں درج ذیل امور شامل ہیں:

- **اطاعت در معروف:** اسلام نے بیوی کو شوہر کی اطاعت کا حکم دیا ہے، لیکن یہ اطاعت صرف ان امور میں ہے جو شرعاً جائز ہوں۔ اگر شوہر کسی ناجائز کام کا حکم دے تو اس کی اطاعت لازم نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

  "انَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ"[8]

  اطاعت صرف نیکی اور جائز کام میں ہے۔

لہٰذا ملازمت کے معاملات میں بھی باہمی مشاورت اور شوہر کے جائز حقوق کی رعایت ضروری ہے، خصوصاً ایسے امور میں جن کا تعلق گھر کے نظم یا ازدواجی زندگی سے ہو۔

- **شوہر کے حقوق کی حفاظت:** بیوی کی ذمہ داری ہے کہ وہ شوہر کے مال، عزت، گھر اور رازوں کی حفاظت کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے نیک بیوی کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

  "خَيْرُ النِّسَاءِ الَّتِي تَسُرُّهُ اذَا نَظَرَ، وَتُطِيعُهُ اذَا امَرَ، وَلَا تُخَالِفُهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهِ بِمَا يَكْرَهُ"[9]

  بہترین عورت وہ ہے کہ جب شوہر اسے دیکھے تو خوش ہو، جب حکم دے تو اطاعت کرے، اور اپنے نفس اور مال کے معاملے میں ایسی مخالفت نہ کرے جو شوہر کو ناپسند ہو۔"

- **حسنِ معاشرت اور گھریلو تعاون:** ازدواجی زندگی میں حسنِ اخلاق، محبت اور تعاون بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ ملازمت کرنے والی خاتون کے لیے بھی ضروری ہے کہ پیشہ ورانہ مصروفیات کے باوجود شوہر کے ساتھ حسنِ سلوک، باہمی گفتگو اور گھریلو تعلقات کو نظر انداز نہ کرے۔

صحت کے شعبے میں ملازمت کرنے والی عورت کی ذمہ داریاں

صحت کے شعبے میں کام کرنے والی خاتون اگرچہ انسانی خدمت کا اہم فریضہ انجام دیتی ہے، لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ ملازمت کی وجہ سے ازدواجی زندگی کے بنیادی حقوق متاثر نہ ہوں۔ اس سلسلے میں چند امور قابلِ توجہ ہیں:

اوّل: شوہر سے مشاورت اور باہمی رضامندی: ملازمت کے انتخاب، اوقاتِ کار اور کام کی نوعیت کے بارے میں شوہر کے ساتھ مشاورت ازدواجی اعتماد کو مضبوط کرتی ہے۔ خصوصاً ایسی ملازمت جس میں رات کی ڈیوٹی، طویل اوقات یا غیر معمولی مصروفیات ہوں، ان امور پر پہلے سے اتفاق ضروری ہے۔

دوم: گھریلو ذمہ داریوں کی مناسب ادائیگی: ملازمت گھر کی بنیادی ذمہ داریوں سے مکمل دستبرداری کا سبب نہیں بننی چاہیے۔ کھانا، گھر کا نظم، شوہر کی ضروریات اور بچوں کی تربیت جیسے امور میں حتی الامکان توازن قائم رکھنا ضروری ہے۔

سوم: وقت کی بہتر تقسیم: مصروف ملازمت کے باوجود شوہر اور خاندان کے لیے مناسب وقت نکالنا ازدواجی تعلقات کے استحکام کے لیے ضروری ہے۔ صرف مالی یا پیشہ ورانہ کامیابی کو ترجیح دینا اور خاندانی پہلو کو نظر انداز کرنا درست طرزِ عمل نہیں۔

چہارم: پیشہ ورانہ حدود کی پابندی: خاتون طبی کارکن کے لیے ضروری ہے کہ وہ ملازمت کے ماحول میں شرعی حدود، حجاب، گفتگو کے آداب اور غیر محرم افراد کے ساتھ مناسب طرزِ تعامل کو برقرار رکھے، تاکہ شوہر کے اعتماد اور خاندانی وقار کو نقصان نہ پہنچے۔

اسلام عورت کو جائز میادین میں کام کرنے سے نہیں روکتا، لیکن اسے خاندانی ذمہ داریوں کے ساتھ متوازن رکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔ صحت کے شعبے میں کام کرنے والی خاتون کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی پیشہ ورانہ خدمت کو برقرار رکھتے ہوئے شوہر کے جائز حقوق، ازدواجی تعلقات اور گھر کے نظام کو بھی اہمیت دے۔ کامیاب خاندانی زندگی اسی وقت قائم رہ سکتی ہے جب میاں بیوی ایک دوسرے کے حقوق کا احترام کرتے ہوئے باہمی تعاون اور اعتدال کا راستہ اختیار کریں۔

وقت کی تقسیم کے مسائل

صحت کے شعبے میں عورت کی ملازمت کے اہم چیلنجز میں سے ایک وقت کی مناسب تقسیم ہے۔ جدید دور میں طبی خدمات کا نظام چوبیس گھنٹے جاری رہتا ہے، جس کی وجہ سے ڈاکٹرز، نرسز اور دیگر طبی کارکنوں کو مختلف اوقات میں ڈیوٹی انجام دینا پڑتی ہے۔ خصوصاً رات کی شفٹ، ہنگامی کالز، طویل اوقاتِ کار اور پیشہ ورانہ دباؤ بعض اوقات خاتون طبی کارکن کی خاندانی زندگی، بچوں کی تربیت اور ازدواجی ذمہ داریوں پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔

اسلامی تعلیمات میں وقت کو ایک اہم نعمت قرار دیا گیا ہے اور انسان کو اپنی ذمہ داریوں کے بارے میں جواب دہ قرار دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> ”لا تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ عُمُرِهِ فِيمَ افْنَاهُ۔۔۔“[10]
>
> قیامت کے دن بندے کے قدم اس وقت تک نہیں ہٹیں گے جب تک اس سے اس کی عمر کے بارے میں سوال نہ کیا جائے گا کہ اسے کہاں صرف کیا۔

حدیث سے واضح ہے کہ انسان کے لیے اپنے وقت کو مناسب ترجیحات کے مطابق استعمال کرنا اور ہر ذمہ داری کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنا لازم ہے۔ صحت کے شعبے میں ملازمت پیشہ خواتین کے لیے وقت کی تقسیم کے اہم مسائل درج ذیل ہیں:

- **ملازمت کے طویل اوقات اور گھریلو ذمہ داریاں:** طبی شعبے میں بعض اوقات ڈیوٹی کے اوقات مقررہ وقت سے بڑھ جاتے ہیں، خصوصاً ایمرجنسی، آپریشن، مریضوں کی زیادہ تعداد یا ہسپتال کی ضروریات کے باعث۔ ایسی صورت میں خاتون کے لیے گھر کے معمولات، شوہر کے حقوق اور بچوں کی ضروریات کے لیے وقت نکالنا مشکل ہو سکتا ہے۔ یہ مسئلہ اس وقت زیادہ نمایاں ہوتا ہے جب ملازمت کا نظام ایسا ہو جس میں گھر اور کام کے درمیان مناسب توازن قائم نہ رہ سکے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ملازمت کے انتخاب اور اوقاتِ کار میں خاندانی حالات کو بھی پیشِ نظر رکھا جائے۔
- **بچوں کی نگرانی اور تربیت کے لیے وقت کی کمی:** بچوں کی شخصیت سازی میں والدین کی موجودگی اور توجہ بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ اگر ماں مسلسل مصروفیات یا تھکن کی وجہ سے بچوں کو مناسب وقت نہ دے سکے تو ان کی تعلیمی، اخلاقی اور جذباتی ضروریات متاثر ہو سکتی ہیں۔ تاہم اس کا حل صرف ملازمت ترک کرنا نہیں بلکہ بہتر منصوبہ بندی، خاندان کے تعاون اور بچوں کے لیے معیاری وقت مختص کرنے میں ہے۔ بعض اوقات کم وقت میں بھی والدین کی مؤثر توجہ بچے کی تربیت پر مثبت اثر ڈال سکتی ہے۔
- **ازدواجی زندگی پر اثرات:** شوہر اور بیوی کے تعلقات باہمی توجہ، گفتگو اور وقت کے محتاج ہوتے ہیں۔ اگر ملازمت کی مصروفیات اس حد تک بڑھ جائیں کہ میاں بیوی ایک دوسرے کے لیے وقت نہ نکال سکیں تو ازدواجی تعلقات متاثر ہو سکتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ ملازمت کے ساتھ ساتھ شوہر کے حقوق، باہمی گفتگو اور خاندانی وقت کو بھی اہمیت دی جائے۔ اسلام نے حسنِ معاشرت کو ازدواجی زندگی کی بنیاد قرار دیا ہے۔
- **جسمانی و ذہنی تھکاوٹ:** طبی شعبے میں کام کرنے والی خواتین کو بعض اوقات جسمانی مشقت اور ذہنی دباؤ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مسلسل ڈیوٹی کے بعد گھر کی ذمہ داریاں انجام دینا مشکل محسوس ہو سکتا ہے، جس سے کبھی کبھار گھریلو معاملات متاثر ہوتے ہیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ کام اور آرام کے درمیان توازن رکھا جائے، صحت کا خیال رکھا جائے اور گھر کے افراد کے ساتھ ذمہ داریوں کی تقسیم کا مناسب نظام بنایا جائے۔
- **ترجیحات کا درست تعین:** وقت کی تقسیم کا بنیادی حل یہ ہے کہ ذمہ داریوں کی اہمیت کے مطابق ترجیحات طے کی جائیں۔ صحت کے شعبے میں خدمات انجام دینا بلاشبہ ایک اہم انسانی خدمت ہے، لیکن خاندان، اولاد کی تربیت اور ازدواجی ذمہ داریاں بھی اپنی جگہ اہم ہیں۔

امام شاطبی نے مقاصدِ شریعت کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا ہے کہ شریعت کا مقصد انسانی مصالح کا تحفظ ہے، جن میں دین، جان، عقل، نسل اور مال کی حفاظت شامل ہے۔[11] اس اعتبار سے وقت کی درست تقسیم وہ ہے جس میں پیشہ ورانہ خدمت کے ساتھ خاندانی نظام اور دینی ذمہ داریوں کو بھی مناسب مقام دیا جائے۔ صحت کے شعبے میں عورت کی ملازمت کے دوران وقت کی تقسیم ایک اہم عملی مسئلہ ہے۔ اسلام نے کسی جائز پیشہ ورانہ خدمت سے منع نہیں کیا، لیکن ہر ذمہ داری کو اس کا حق دینے کی تعلیم دی ہے۔ مناسب منصوبہ بندی، شوہر اور خاندان کے تعاون، اوقاتِ کار کے بہتر انتظام اور ترجیحات کے درست تعین کے ذریعے خاتون طبی کارکن اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریاں بھی ادا کر سکتی ہے اور خاندانی نظام کو بھی مضبوط رکھ سکتی ہے۔

ممکنہ حل اور عملی تجاویز

صحت کے شعبے میں عورت کی ملازمت سے متعلق خاندانی، معاشرتی اور شرعی چیلنجز کا حل اس بات میں ہے کہ پیشہ ورانہ ضروریات اور خاندانی ذمہ داریوں کے درمیان متوازن نظام قائم کیا جائے۔ اسلام نے جہاں انسانی خدمت اور جائز معاشرتی کردار کی اجازت دی ہے، وہیں خاندان کے استحکام، اولاد کی تربیت اور اخلاقی حدود کی حفاظت کو بھی بنیادی اہمیت دی ہے۔ اس لیے ایسے عملی اقدامات اختیار کیے جانے چاہییں جن سے خواتین اپنی پیشہ ورانہ خدمات بھی انجام دے سکیں اور خاندانی ذمہ داریوں میں بھی کوتاہی نہ ہو۔ ذیل میں اس حوالے سے چند اہم تجاویز پیش کی جاتی ہیں:

اوّل: ملازمت کے انتخاب میں خاندانی حالات کو ملحوظ رکھنا

خاتون کے لیے ضروری ہے کہ وہ ملازمت کا انتخاب کرتے وقت صرف معاشی یا پیشہ ورانہ پہلو کو نہ دیکھے بلکہ اپنے خاندانی حالات، بچوں کی عمر، شوہر کی ضروریات اور گھر کے نظام کو بھی پیشِ نظر رکھے۔ ایسی ملازمت یا شعبہ اختیار کرنا بہتر ہے جس میں اوقاتِ کار قابلِ انتظام ہوں اور گھر کی بنیادی ذمہ داریاں متاثر نہ ہوں۔

دوم: شوہر اور خاندان کے ساتھ باہمی مشاورت

خاندانی زندگی کے استحکام کے لیے شوہر اور بیوی کے درمیان اعتماد اور تعاون ضروری ہے۔ ملازمت کے اوقات، رات کی ڈیوٹی، اضافی ذمہ داریوں اور دیگر مسائل کے بارے میں باہمی مشاورت سے فیصلے کیے جائیں۔ اس سے نہ صرف ازدواجی تعلقات مضبوط ہوتے ہیں بلکہ عملی مشکلات کو بھی بہتر انداز میں حل کیا جا سکتا ہے۔

سوم: اوقاتِ کار میں سہولت اور ادارہ جاتی تعاون

طبی اداروں کو چاہیے کہ خواتین طبی کارکنوں کے لیے ایسے انتظامات کریں جن سے وہ اپنی خاندانی ذمہ داریوں کو بھی بہتر انداز میں ادا کر سکیں۔ مثلاً مناسب شفٹ سسٹم، غیر ضروری طویل ڈیوٹی سے اجتناب، خواتین کے لیے محفوظ ماحول اور ضرورت کے مطابق لچکدار اوقاتِ کار فراہم کیے جا سکتے ہیں۔

چہارم: بچوں کی تربیت کے لیے منظم منصوبہ بندی

ملازمت کرنے والی خواتین کے لیے ضروری ہے کہ وہ بچوں کے لیے باقاعدہ وقت مختص کریں۔ اگر کسی وقت کام کی مصروفیات زیادہ ہوں تو بھی بچوں کی تعلیم، اخلاقی تربیت، دینی شعور اور جذباتی ضروریات سے غفلت نہ برتی جائے۔ والدین کی توجہ اور نگرانی بچے کی شخصیت سازی میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔

پنجم: گھریلو ذمہ داریوں میں تعاون کا نظام

گھر کے نظام کو بہتر بنانے کے لیے شوہر، خاندان کے دیگر افراد یا قابلِ اعتماد معاونین کا تعاون حاصل کیا جا سکتا ہے۔ تاہم اس تعاون کا مقصد بنیادی ذمہ داریوں سے مکمل دستبرداری نہیں بلکہ نظم و ترتیب کے ساتھ معاملات کو بہتر انداز میں چلانا ہونا چاہیے۔

ششم: پیشہ ورانہ اور شرعی حدود کی پابندی

خاتون طبی کارکن کے لیے ضروری ہے کہ وہ کام کے ماحول میں اسلامی آداب، حجاب، گفتگو کے اصول اور غیر محرم افراد کے ساتھ مناسب تعامل کی پابندی کرے۔ اسی طرح اداروں کو بھی ایسا ماحول فراہم کرنا چاہیے جہاں خواتین اپنی ذمہ داریاں عزت

اور تحفظ کے ساتھ ادا کر سکیں۔

ہفتم: خواتین کے لیے مخصوص طبی شعبوں کی حوصلہ افزائی

ایسے شعبے جہاں خواتین کی خدمات کی زیادہ ضرورت ہے، مثلا امراضِ نسواں، زچگی، بچوں کے علاج اور خواتین کے مخصوص طبی مسائل، ان میں خواتین کی تربیت اور ملازمت کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے۔ اس سے معاشرتی ضرورت بھی پوری ہوتی ہے اور شرعی حدود کی رعایت بھی آسان ہو جاتی ہے۔

ہشتم: وقت کی بہتر منصوبہ بندی

کام، گھر، عبادت اور ذاتی ارام کے لیے مناسب وقت مقرر کرنا ضروری ہے۔ غیر ضروری مصروفیات کو کم کر کے اہم ذمہ داریوں کو ترجیح دی جائے۔ بہتر منصوبہ بندی کے ذریعے ملازمت اور خاندان دونوں کے تقاضے پورے کیے جا سکتے ہیں۔

نہم: تربیتی اور اخلاقی رہنمائی

طبی شعبے میں داخل ہونے والی خواتین کے لیے پیشہ ورانہ تربیت کے ساتھ ساتھ اسلامی اخلاقیات، خاندانی ذمہ داریوں اور معاشرتی آداب سے متعلق رہنمائی بھی ضروری ہے، تاکہ وہ اپنے کردار کو متوازن انداز میں ادا کر سکیں۔

دہم: معاشرتی رویوں میں اعتدال

معاشرے کو بھی اس مسئلے میں اعتدال اختیار کرنا چاہیے۔ ایک طرف خواتین کی جائز خدمات اور صلاحیتوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے، اور دوسری طرف خاندانی ذمہ داریوں کی اہمیت کو بھی کم نہیں سمجھنا چاہیے۔ درست رویہ وہ ہے جس میں عورت کو عزت، تحفظ اور مناسب مواقع حاصل ہوں اور خاندان کا نظام بھی مضبوط رہے۔ صحت کے شعبے میں عورت کی ملازمت سے پیدا ہونے والے مسائل کا حل مکمل ممانعت یا غیر محدود آزادی میں نہیں بلکہ توازن، منصوبہ بندی اور شرعی اصولوں کی پابندی میں ہے۔ اگر خاتون، خاندان اور ادارے تینوں اپنی اپنی ذمہ داریوں کو سمجھ کر تعاون کریں تو خواتین کی پیشہ ورانہ خدمات بھی جاری رہ سکتی ہیں اور خاندانی نظام بھی مضبوط بنیادوں پر قائم رہ سکتا ہے۔

طبی عملہ کا خواتین سے ناروا سلوک: ہراسانی اور نامناسب رویوں کی اقسام

شعبۂ صحت بنیادی طور پر انسانی خدمت اور جان کے تحفظ سے متعلق ہے، تاہم اس کے عملی ماحول میں خواتین طبی کارکنوں کو بعض پیشہ ورانہ مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑ سکتا ہے۔ ڈاکٹرز، نرسز، معاون طبی عملے اور مریضوں کے درمیان مسلسل باہمی تعامل اس شعبے کی نمایاں خصوصیت ہے، جس کے نتیجے میں بعض اوقات نامناسب رویوں، ہراسانی یا دیگر صورتوں میں بدسلوکی کے امکانات پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایسے حالات کے اثرات صرف متاثرہ خاتون کی عزت و وقار تک محدود نہیں رہتے، بلکہ اس کی ذہنی کیفیت، پیشہ ورانہ کارکردگی اور مجموعی طور پر طبی خدمات کے معیار کو بھی متاثر کر سکتے ہیں۔ اس لیے صحت کے اداروں میں ایسا محفوظ اور باوقار ماحول فراہم کرنا ضروری ہے جہاں خواتین اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریاں اطمینان اور تحفظ کے ساتھ ادا کر سکیں۔

اسلامی تعلیمات نے انسانی عزت، احترام اور باہمی حسنِ سلوک کو بنیادی اہمیت دی ہے۔ قرآن مجید نے فرمایا:

"وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي ادَمَ "[12]

اور بے شک ہم نے اولادِ ادم کو عزت بخشی۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر انسان بحیثیت انسان عزت و احترام کا مستحق ہے، لہٰذا کسی بھی شخص کو اذیت دینا، تحقیر کرنا یا اس کی عزتِ نفس کو مجروح کرنا اسلامی اصولوں کے خلاف ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ"[13]

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ کسی کو قول یا فعل کے ذریعے تکلیف دینا اسلامی اخلاق کے منافی ہے۔

ہراسانی کا مفہوم

ہراسانی سے مراد کسی فرد کو ایسے الفاظ، حرکات، رویوں یا اقدامات کے ذریعے اذیت دینا ہے جو اس کی عزت، ذہنی سکون یا پیشہ ورانہ آزادی کو متاثر کریں۔ طبی شعبے میں ہراسانی مختلف شکلوں میں ظاہر ہو سکتی ہے، جن میں زبانی، جسمانی، نفسیاتی اور پیشہ ورانہ بدسلوکی شامل ہیں۔ ذیل میں اس کی چند اہم اقسام بیان کی جاتی ہیں:

اوّل: زبانی ہراسانی (Verbal Harassment)

زبانی ہراسانی اس طرزِ گفتگو کو کہا جاسکتا ہے جس کے ذریعے کسی خاتون کی عزتِ نفس کو ٹھیس پہنچے، اسے شرمندگی یا ذہنی اذیت کا سامنا کرنا پڑے، یا اس کا وقار مجروح ہو۔ اس کی مختلف صورتوں میں نازیبا جملوں کا استعمال، ذاتی معاملات سے متعلق غیر ضروری گفتگو، اخلاق سے گری ہوئی باتیں، ظاہری حلیے یا شخصیت پر نامناسب تبصرے اور تمسخر و تحقیر پر مبنی اندازِ گفتگو شامل ہیں۔

طبی اداروں میں چونکہ مختلف شعبوں سے وابستہ افراد کو روزمرہ امور کی انجام دہی کے لیے باہمی رابطے اور گفتگو کی ضرورت رہتی ہے، اس لیے وہاں گفت و شنید کے شرعی، اخلاقی اور پیشہ ورانہ آداب کی رعایت مزید اہم ہو جاتی ہے۔ اسلامی تعلیمات بھی زبان کے درست استعمال، پاکیزہ گفتگو اور دوسروں کی عزت و آبرو کے تحفظ پر زور دیتی ہیں۔ لہٰذا طبی ماحول میں ایسی گفتگو سے اجتناب ضروری ہے جو کسی فرد کے وقار کو متاثر کرے یا اسے ذہنی و نفسیاتی تکلیف کا باعث بنے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا "[14]

اور لوگوں سے اچھی بات کہو۔

دوم: جسمانی ہراسانی (Physical Harassment)

جسمانی ہراسانی سے مراد کسی شخص کو اس کی رضامندی کے بغیر جسمانی طور پر چھونا، نامناسب قربت اختیار کرنا یا ایسا رویہ اختیار کرنا ہے جو شرعی اور اخلاقی حدود کے خلاف ہو۔ طبی شعبے میں مریض کے علاج یا معائنے کی ضرورت ایک الگ مسئلہ ہے، کیونکہ وہاں مخصوص طبی ضرورت موجود ہوتی ہے، لیکن ضرورت کے بغیر کسی بھی قسم کا جسمانی تعرض ناجائز اور قابلِ مذمت ہے۔ فقہ اسلامی میں بھی جسمانی حدود اور ستر کی حفاظت کو بنیادی اصول قرار دیا گیا ہے۔

سوم: جنسی ہراسانی (Sexual Harassment)

جنسی ہراسانی سے مراد ایسا کوئی بھی رویہ ہے جس میں کسی فرد کو جنسی نوعیت کے الفاظ، اشاروں، مطالبات یا حرکات کے ذریعے پریشان کیا جائے۔ طبی اداروں میں یہ صورت حال ساتھی عملے، افسران یا بعض اوقات مریضوں کی طرف سے بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ اسلام نے عفت و پاکدامنی کے تحفظ کے لیے مرد و عورت دونوں کو نگاہ، گفتگو اور معاملات میں احتیاط کا حکم دیا ہے۔ اس لیے ایسا کوئی رویہ جو فحاشی یا بے حیائی کی طرف لے جائے، اسلامی اخلاق کے خلاف ہے۔

چہارم: نفسیاتی ہراسانی (Psychological Harassment)

بعض اوقات ہراسانی براہِ راست جسمانی یا زبانی نہیں ہوتی بلکہ رویوں کے ذریعے ذہنی دباؤ پیدا کیا جاتا ہے، جیسے مسلسل دھمکانا، کمتر محسوس کرانا، جان بوجھ کر تنگ کرنا، کام کے مواقع میں ناانصافی کرنا یا خوف کا ماحول پیدا کرنا۔ ایسا رویہ ملازم کی کارکردگی، اعتماد اور ذہنی سکون کو متاثر کرتا ہے، جو طبی شعبے جیسے حساس میدان میں خاص طور پر نقصان دہ ہے۔

پنجم: پیشہ ورانہ استحصال (Professional Misconduct)

بعض صورتوں میں عہدے یا اختیار کا غلط استعمال کرتے ہوئے خواتین ملازمین پر ناجائز دباؤ ڈالا جاتا ہے، مثلاً ترقی، ڈیوٹی یا دیگر مراعات کے بدلے غیر مناسب مطالبات کرنا۔ یہ نہ صرف اخلاقی جرم ہے بلکہ پیشہ ورانہ امانت کے بھی خلاف ہے۔ اسلام نے معاملات میں عدل اور امانت کا حکم دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰى اَهْلِهَا "[15]

بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل لوگوں تک پہنچاؤ۔

شعبۂ صحت میں خواتین کو پیش آنے والی ہراسانی، امتیازی رویوں اور بدسلوکی کو محض ایک انفرادی مسئلہ نہیں سمجھا جا سکتا، بلکہ یہ ایک اہم معاشرتی، اخلاقی اور پیشہ ورانہ معاملہ ہے۔ اسلامی شریعت نے انسانی عزت و حرمت کے تحفظ کو بنیادی اہمیت دی ہے اور کسی شخص کے ساتھ ظلم، تحقیر یا ناروا برتاؤ کی حوصلہ افزائی نہیں کی۔ اس اصول کی روشنی میں طبی اداروں پر لازم ہے کہ وہ اپنے کام کے ماحول کو اس طرح منظم کریں کہ خواتین طبی کارکنان اپنی ذمہ داریاں کسی خوف، غیر ضروری دباؤ یا ناانصافی کے احساس کے بغیر انجام دے سکیں۔ مزید برآں، پیشہ ورانہ ضوابط کے ساتھ اسلامی اخلاقی اقدار کی پابندی سے نہ صرف خواتین کے وقار اور حقوق کا تحفظ ممکن ہوتا ہے بلکہ باہمی اعتماد، ادارہ جاتی نظم وضبط اور طبی خدمات کے معیار میں بھی بہتری پیدا ہوتی ہے۔

ادارہ جاتی رویے اور مسائل

صحت کے شعبے میں خواتین کی ملازمت کے دوران درپیش چیلنجز میں ایک اہم پہلو ادارہ جاتی رویے اور انتظامی مسائل ہیں۔ اگرچہ طبی اداروں کا بنیادی مقصد مریضوں کو بہتر خدمات فراہم کرنا ہوتا ہے، لیکن بعض اوقات ادارے کے اندر موجود انتظامی پالیسیوں، کام کے ماحول اور افراد کے رویوں کی وجہ سے خواتین طبی کارکنوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ یہ مسائل نہ صرف ان کی پیشہ ورانہ کاموں کو متاثر کرتے ہیں بلکہ ان کے ذہنی سکون اور ملازمت کے تسلسل پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔

اسلامی تعلیمات میں کام کے ماحول میں عدل، احترام اور حسنِ سلوک کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے عدل کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

"اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ "[16]

بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔

یہ آیت اس اصول کو واضح کرتی ہے کہ ہر فرد کے ساتھ انصاف، احترام اور اچھا برتاؤ کیا جانا چاہیے، خواہ وہ کسی بھی منصب یا شعبے سے تعلق رکھتا ہو۔ اس سلسلے میں خواتین کو جن مسائل کا سامنا ہے انہیں ذیل میں بیان کیا جاتا ہے:

اوّل: کام کے ماحول میں امتیازی رویے

بعض اداروں میں خواتین ملازمین کو مرد ملازمین کے مقابلے میں کم اہمیت دینا، ان کی صلاحیتوں کو نظر انداز کرنا یا ترقی کے

مواقع میں ناانصافی کرنا ایک اہم مسئلہ بن سکتا ہے۔ بعض اوقات خواتین کو محض جنس کی بنیاد پر کمزور سمجھا جاتا ہے، حالانکہ پیشہ ورانہ اہلیت کا معیار صلاحیت اور کارکردگی ہونا چاہیے۔ اسلام نے کسی بھی قسم کے ظلم اور ناانصافی سے منع کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اتَّقُوا الظُّلْمَ فَانَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"[17]

ظلم سے بچو، کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیروں کا سبب ہوگا۔

دوم: غیر مناسب انتظامی دباؤ

طبی شعبہ میں بعض اوقات عملے کو شدید دباؤ، طویل ڈیوٹی، مسلسل کام یا غیر متوازن ذمہ داریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگر ادارے خواتین ملازمین کی مخصوص ضروریات، جیسے خاندانی ذمہ داریاں، زچگی یا بچوں کی دیکھ بھال کے مسائل کو نظر انداز کریں تو مشکلات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ایک بہتر ادارہ وہ ہے جو ملازمین سے کام لینے کے ساتھ ان کی انسانی ضروریات کو بھی ملحوظ رکھے۔ ایسا ماحول ملازمین کی کارکردگی میں بہتری اور ادارے کی ترقی کا سبب بنتا ہے۔

سوم: شکایات کے مؤثر نظام کا فقدان

بعض طبی اداروں میں ہراسانی، بدسلوکی یا انتظامی ناانصافی کے خلاف شکایت درج کروانے کا واضح اور مؤثر نظام موجود نہیں ہوتا۔ اس وجہ سے خواتین ملازمین مسائل کے باوجود خاموش رہنے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔ ضروری ہے کہ اداروں میں ایسے شفاف نظام قائم کیے جائیں جہاں ملازمین بلاخوف اپنی شکایات پیش کر سکیں اور ان کا منصفانہ جائزہ لیا جائے۔

چہارم: پیشہ ورانہ ترقی کے مواقع میں کمی

بعض اوقات خواتین طبی کارکنوں کو تربیتی پروگراموں، اعلیٰ ذمہ داریوں یا ترقی کے مواقع میں مناسب نمائندگی نہیں ملتی۔ یہ رویہ نہ صرف ان کی صلاحیتوں کو محدود کرتا ہے بلکہ ادارے کے لیے بھی نقصان دہ ہے، کیونکہ باصلاحیت افراد کی صلاحیتوں سے مکمل فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔

پنجم: مذہبی و اخلاقی ضروریات کا عدم لحاظ

بعض اداروں میں خواتین ملازمین کے لیے پردے، نماز یا دیگر دینی ضروریات کے لیے مناسب سہولیات موجود نہیں ہوتیں۔ اگرچہ ہر ادارہ اپنی نوعیت کے مطابق نظم و ضبط کا پابند ہوتا ہے، لیکن ملازمین کی جائز دینی ضروریات کو مناسب حد تک ملحوظ رکھنا ایک بہتر اور بااعتماد ماحول پیدا کرتا ہے۔

ششم: کام اور گھر کے درمیان توازن میں ادارے کا کردار

خواتین طبی کارکنوں کو درپیش بہت سے مسائل صرف ذاتی نہیں بلکہ ادارہ جاتی نوعیت کے بھی ہوتے ہیں۔ اگر ڈیوٹی کے اوقات میں مناسب منصوبہ بندی، چھٹیوں کا بہتر نظام اور انسانی بنیادوں پر انتظامی رویہ اختیار کیا جائے تو خواتین کے لیے ملازمت اور خاندان دونوں کو سنبھالنا آسان ہو جاتا ہے۔

اداروں کے لیے ضروری اقدامات

مذکورہ بالا مسائل کے حل کے لیے طبی اداروں کو درج ذیل اقدامات اختیار کرنے چاہییں:

- خواتین ملازمین کے لیے محفوظ اور باوقار ماحول فراہم کیا جائے۔

- ہر اسانی اور بد سلوکی کے خلاف واضح ضابطۂ اخلاق بنایا جائے۔
- شکایات کے ازالے کے لیے غیر جانب دار نظام قائم کیا جائے۔
- خواتین کی پیشہ ورانہ صلاحیتوں کو مساوی مواقع فراہم کیے جائیں۔
- کام کے اوقات اور ڈیوٹی نظام میں ممکنہ سہولت پیدا کی جائے۔
- ادارے میں باہمی احترام اور تعاون کی فضا قائم کی جائے۔

صحت کے شعبے میں خواتین کی ملازمت کے مسائل صرف فردی سطح تک محدود نہیں بلکہ ادارہ جاتی رویوں سے بھی گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ ایک ایسا ادارہ جہاں عدل، احترام، تحفظ اور تعاون کا ماحول موجود ہو، وہاں خواتین اپنی خدمات زیادہ بہتر انداز میں انجام دے سکتی ہیں۔ اسلامی تعلیمات بھی ایسے ہی معاشرتی اور پیشہ ورانہ ماحول کی تائید کرتی ہیں جہاں ہر فرد کو عزت اور انصاف حاصل ہو۔

شرعی و اخلاقی نقطۂ نظر

شعبۂ صحت میں خواتین کے ساتھ امتیازی برتاؤ، ہراسانی یا کسی بھی نوعیت کی ناانصافی کو محض انتظامی خرابی یا معاشرتی مسئلہ قرار دینا کافی نہیں، بلکہ اس کے شرعی اور اخلاقی پہلو بھی قابلِ توجہ ہیں۔ اسلامی شریعت نے انسانی جان، عزت، مال اور آبرو کے تحفظ کو بنیادی اہداف میں شمار کیا ہے، اس لیے کسی شخص کو بلا جواز تکلیف پہنچانا، اس کے وقار کو مجروح کرنا یا اس کی مجبوری اور کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھانا شرعی اصولوں کے منافی ہے۔ خصوصاً طبی ماحول میں، جہاں مریض اور طبی کارکن ایک دوسرے کے اعتماد پر انحصار کرتے ہیں، وہاں حسنِ سلوک، امانت، عدل اور انسانی احترام کی پابندی مزید اہمیت اختیار کر جاتی ہے۔ قرآن مجید نے انسانی عزت و تکریم کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي ادَمَ "[18]

اور بے شک ہم نے اولادِ ادم کو عزت بخشی۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر انسان بنیادی طور پر احترام اور عزت کا مستحق ہے۔ لہٰذا کام کی جگہ پر کسی خاتون کو تحقیر، خوف، دباؤ یا غیر اخلاقی رویوں کا نشانہ بنانا اس بنیادی اسلامی اصول کے منافی ہے۔ ذیل میں اس حوالے سے چند اہم اصول بیان کیے جاتے ہیں:

اصول اوّل: ظلم اور زیادتی کی ممانعت

اسلام نے ہر قسم کے ظلم کو حرام قرار دیا ہے۔ کسی خاتون ملازمہ پر اس کے منصب، کمزوری یا ملازمت کی ضرورت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے دباؤ ڈالنا یا اس کے حقوق پامال کرنا ظلم کے زمرے میں آتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"يَا عِبَادِي اِنّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوا"[19]

اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کیا ہے اور تمہارے درمیان بھی اسے حرام قرار دیا ہے، پس ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ کسی بھی شخص کے ساتھ زیادتی، خواہ وہ زبانی ہو یا عملی، اسلامی اخلاق کے خلاف ہے۔

اصول دوم: عزت و آبرو کا تحفظ

اسلام نے ہر انسان کی عزت کی حفاظت کو بہت اہمیت دی ہے۔ کسی عورت کے بارے میں نامناسب گفتگو کرنا، اس کی

تضحیک کرنا، اس کے کردار پر بلاوجہ اعتراض کرنا یا غیر اخلاقی انداز اختیار کرنا ممنوع ہے۔ قرآن مجید میں تمسخر اور عیب جوئی سے منع کیا گیا ہے:

"وَلَا تَلْمِزُوا انْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ "[20]

اور ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے پکارو۔

اگرچہ یہ آیت عمومی اخلاقی اصول بیان کرتی ہے، لیکن اس میں ہر اس رویے کی ممانعت شامل ہے جو کسی انسان کی عزت کو مجروح کرے۔

اصول سوم: غیر محرم کے ساتھ معاملات میں شرعی حدود

طبی خدمات کی انجام دہی کے دوران مرد و عورت کے درمیان براہِ راست رابطہ بعض حالات میں ناگزیر ہو سکتا ہے، تاہم اسلامی شریعت نے اس باہمی تعامل کے لیے حدود و آداب متعین کیے ہیں۔ چنانچہ طبی ضرورت کے تحت گفتگو، ملاقات اور باہمی تعاون کی گنجائش ہے، لیکن اس ضرورت سے تجاوز کرتے ہوئے غیر ضروری بے تکلفی، نجی نوعیت کے تعلقات یا ایسے طرزِ عمل سے اجتناب لازم ہے جو اخلاقی بے راہ روی یا فتنے کا سبب بن سکتا ہو۔ اسلامی تعلیمات میں نگاہوں کی حفاظت، پاکیزہ گفتگو اور باہمی معاملات میں شرعی آداب کی رعایت پر خصوصی زور دیا گیا ہے، تاکہ پیشہ ورانہ ضروریات پوری ہونے کے ساتھ افراد کی عزت و عفت اور معاشرتی پاکیزگی بھی برقرار رہے۔

اصول چہارم: امانت اور پیشہ ورانہ ذمہ داری

طبی پیشہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک اہم ذمہ داری اور امانت سے عبارت ہے، کیونکہ اس میں براہِ راست انسانی جان اور صحت سے متعلق معاملات انجام دیے جاتے ہیں۔ اس لیے طبی اداروں کے منتظمین اور وہاں خدمات انجام دینے والے افراد، دونوں کے لیے ضروری ہے کہ اپنے منصب اور اختیارات کو دیانت، عدل اور خیر خواہی کے تقاضوں کے مطابق استعمال کریں۔ کسی عہدے یا انتظامی اختیار کو ذاتی مفاد کے حصول، کسی ملازم کو دباؤ میں لانے یا کسی ساتھی کے استحصال کے لیے استعمال کرنا منصبی امانت کے منافی اور اخلاقی خیانت کے زمرے میں آتا ہے۔ لہٰذا طبی اداروں میں اختیارات کے استعمال کے ساتھ عدل، شفافیت اور انسانی وقار کا تحفظ بنیادی اصول کے طور پر ملحوظ رہنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ"[21]

تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر شخص سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

یہ اصول اداروں کے ذمہ داران پر بھی لاگو ہوتا ہے کہ وہ اپنے ماتحت افراد کے حقوق کی حفاظت کریں۔

اصول پنجم: اخلاقی ذمہ داریاں

شرعی احکام کے ساتھ ساتھ اخلاقی اقدار بھی طبی شعبے میں بنیادی اہمیت رکھتی ہیں۔ ایک اچھے ادارے اور مہذب پیشہ ورانہ ماحول کے لیے ضروری ہے کہ:

- خواتین ملازمین کے ساتھ احترام اور حسنِ سلوک کیا جائے اور کام کی جگہ پر اعتماد اور تحفظ کا ماحول فراہم کیا جائے۔
- کسی بھی قسم کی ہراسانی یا امتیازی رویے کی حوصلہ شکنی کی جائے۔
- مریضوں اور ساتھی عملے کے ساتھ پیشہ ورانہ حدود برقرار رکھی جائیں۔

- اختیار رکھنے والے افراد انصاف اور ذمہ داری کا مظاہرہ کریں۔

صحت کے شعبے میں عورت کے ساتھ ناروا سلوک یا ہراسانی شرعی اور اخلاقی دونوں اعتبار سے ناقابلِ قبول ہے۔ اسلام نے عورت سمیت ہر انسان کی عزت و حرمت کی حفاظت کا حکم دیا ہے۔ اس لیے طبی اداروں، انتظامیہ اور تمام کارکنوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسا ماحول قائم کریں جہاں خواتین اپنی خدمات امن، احترام اور وقار کے ساتھ انجام دے سکیں۔ یہی رویہ اسلامی اخلاق، انسانی اقدار اور پیشہ ورانہ اصولوں کے عین مطابق ہے۔

خواتین کے تحفظ کے اصول

شعبۂ صحت سے وابستہ خواتین کے لیے ایسا پیشہ ورانہ ماحول مہیا کرنا جہاں انہیں تحفظ، احترام اور وقار حاصل ہو، محض انتظامی تقاضا نہیں بلکہ شرعی اور انسانی ذمہ داری بھی ہے۔ اسلامی شریعت نے عورت کی عزت و حرمت اور اس کے جسمانی و اخلاقی تحفظ کو خصوصی اہمیت دی ہے اور ایسے طرزِ عمل سے روکا ہے جو کسی فرد کی عزت مجروح کرنے، اسے ظلم کا نشانہ بنانے یا اس کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھانے کا سبب بنے۔ اس اصول کی روشنی میں طبی اداروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے ضوابط اور عملی انتظامات وضع کریں جو خواتین کو ہراسانی، استحصال اور دیگر نامناسب رویوں سے محفوظ رکھتے ہوئے انہیں اپنی پیشہ ورانہ خدمات اطمینان اور وقار کے ساتھ انجام دینے کا موقع فراہم کریں۔

اوّل: عزت و تکریم کا اصول

اسلام نے ہر انسان، خصوصاً عورت کے ساتھ عزت و احترام کا معاملہ کرنے کی تعلیم دی ہے۔ عورت کو محض ایک کارکن یا پیشہ ور فرد نہیں بلکہ ایک باعزت انسان کی حیثیت سے دیکھا جائے۔ کسی بھی ادارے میں خواتین کے ساتھ تحقیر، تضحیک یا امتیازی رویہ اختیار کرنا اسلامی اخلاق کے خلاف ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا"[22]

عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی میری وصیت قبول کرو۔

یہ حدیث عورتوں کے ساتھ حسنِ معاملہ اور احترام کی عمومی تعلیم دیتی ہے۔

دوم: ہراسانی سے تحفظ کا اصول

خواتین کو کسی بھی قسم کی زبانی، جسمانی، نفسیاتی یا جنسی ہراسانی سے محفوظ رکھنا ضروری ہے۔ کام کی جگہ پر ایسا کوئی رویہ اختیار نہیں کیا جانا چاہیے جو خاتون کے وقار، ذہنی سکون یا پیشہ ورانہ آزادی کو متاثر کرے۔ اسلام نے ایذا رسانی سے منع کیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا "[23]

اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بغیر کسی جرم کے اذیت دیتے ہیں، انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اٹھا لیا۔

یہ آیت کسی بھی بے جا اذیت اور ظلم کی ممانعت کو واضح کرتی ہے۔

سوم: محفوظ ماحول کی فراہمی

خواتین کے لیے محفوظ اور باوقار پیشہ ورانہ ماحول کی فراہمی طبی اداروں کی بنیادی انتظامی ذمہ داریوں میں شامل ہے، تاکہ

وہ کسی خوف، دباؤ یا عدم تحفظ کے احساس کے بغیر اپنی خدمات انجام دے سکیں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے ادارہ جاتی سطح پر مؤثر اور واضح اقدامات ناگزیر ہیں، جن میں بالخصوص درج ذیل امور شامل ہیں:

- ہراسانی اور نامناسب رویوں کی روک تھام کے لیے واضح اور قابلِ عمل ضابطۂ اخلاق مرتب کیا جائے۔
- شکایات کی بروقت سماعت، تحقیقات اور ازالے کے لیے غیر جانب دار اور مؤثر نظام قائم کیا جائے۔
- خواتین طبی کارکنوں کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے مناسب اور محفوظ سہولیات فراہم کی جائیں۔
- ادارے میں باہمی احترام، تعاون، شائستگی اور پیشہ ورانہ ذمہ داری پر مبنی ماحول کو فروغ دیا جائے۔

چہارم: اختلاط اور تعامل میں شرعی حدود

صحت کے شعبے میں مرد و عورت کا باہمی تعاون بعض اوقات ناگزیر ہوتا ہے، لیکن اس تعاون کو اخلاقی اور شرعی حدود کے مطابق ہونا چاہیے۔ گفتگو ضرورت کے مطابق، انداز باوقار اور تعلق صرف پیشہ ورانہ ضرورت تک محدود ہونا چاہیے۔ اسلام نے پاکیزگی اور حیا کے اصول کو معاشرتی تحفظ کا ذریعہ بنایا ہے، تاکہ مرد و عورت دونوں فتنہ اور غیر اخلاقی رویوں سے محفوظ رہیں۔

پنجم: عدل اور مساوات کا اصول

اداروں میں خواتین کے ساتھ فیصلوں، ذمہ داریوں اور مواقع کے معاملے میں انصاف کیا جانا چاہیے۔ کسی خاتون کو صرف عورت ہونے کی وجہ سے ترقی، تربیت یا مناسب مواقع سے محروم کرنا درست نہیں، اسی طرح کسی خاص رعایت کا مطالبہ بھی محض جنس کی بنیاد پر نہیں بلکہ حقیقی ضرورت کے مطابق ہونا چاہیے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا:

”انَّ اللّٰہَ یَامُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاحْسَانِ “[24]

بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔

ششم: رازداری اور نجی حدود کا تحفظ

طبی شعبے میں خواتین کو مریضوں اور دیگر عملے کے ساتھ حساس معاملات کا سامنا ہوتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ذاتی معلومات، طبی معاملات اور نجی امور کی رازداری کا مکمل خیال رکھا جائے۔ کسی کی نجی زندگی یا ذاتی معلومات کو غلط مقصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی اور شرعی طور پر ممنوع ہے۔

ہفتم: ذمہ دارانہ قیادت اور نگرانی

طبی اداروں کے سربراہان اور انتظامی ذمہ داران پر لازم ہے کہ وہ اپنے ماتحت کارکنوں کے جائز حقوق کی حفاظت کریں اور کسی بھی قسم کے ظلم، استحصال یا ناانصافی کے سدِّباب کے لیے مؤثر اقدامات کریں۔ اچھی انتظامی کارکردگی کا تقاضا صرف شکایات سامنے آنے کے بعد ان کا ازالہ کرنا نہیں، بلکہ ایسے شفاف ضوابط اور عملی نظام قائم کرنا بھی ہے جو نامناسب رویوں کے وقوع پذیر ہونے کے امکانات کو کم کریں اور ادارے میں اعتماد و تحفظ کی فضا برقرار رکھیں۔

خواتین کے پیشہ ورانہ تحفظ کے لیے اسلامی اصولوں کی بنیاد عزتِ انسانی، عدل، حیا، ذمہ داری اور باہمی احترام جیسی اقدار پر قائم ہے۔ شعبۂ صحت میں خواتین کی خدمات سے بھرپور استفادے کے لیے ضروری ہے کہ انہیں ایسا ماحول میسر ہو جہاں وہ اپنی علمی و پیشہ ورانہ صلاحیتوں کو مؤثر طور پر استعمال کر سکیں اور ساتھ ہی اپنے دینی و اخلاقی تشخص کی حفاظت بھی کر سکیں۔ اسلامی نقطۂ نظر کا تقاضا ایک ایسے متوازن نظام کا قیام ہے جس میں خواتین کو انسانی خدمت اور جائز پیشہ ورانہ کردار ادا کرنے کے مواقع حاصل

ہوں، جبکہ ان کی عزت، سلامتی، بنیادی حقوق اور اخلاقی تحفظ کو بھی یقینی بنایا جائے۔

شکایت اور انصاف کا نظام

خواتین طبی کارکنوں کے حقوق کے تحفظ اور ادارے میں عدل و انصاف کے قیام کے لیے مؤثر نظامِ شکایات کا موجود ہونا ناگزیر ہے۔ اگر کسی خاتون کو دورانِ ملازمت ہراسانی، نامناسب سلوک، امتیازی برتاؤ یا کسی دوسری نوعیت کی زیادتی کا سامنا کرنا پڑے تو اسے یہ اعتماد حاصل ہونا چاہیے کہ وہ کسی خوف یا دباؤ کے بغیر اپنی شکایت متعلقہ ذمہ داران تک پہنچا سکتی ہے اور اس پر غیر جانب دارانہ انداز میں کارروائی کی جائے گی۔ ایسا شفاف اور قابلِ اعتماد طریقۂ کار نہ صرف متاثرہ ملازمہ کے جائز حقوق کی حفاظت کرتا ہے بلکہ ادارے میں احتساب، اعتماد اور پیشہ ورانہ نظم وضبط کو بھی مضبوط بناتا ہے۔

اسلامی تعلیمات میں ظلم کی روک تھام، مظلوم کی داد رسی اور عدل کے قیام کو بنیادی اخلاقی و شرعی اقدار میں شمار کیا گیا ہے۔ چنانچہ طبی اداروں میں شکایات کے ازالے کا نظام بھی محض انتظامی ضرورت کے طور پر نہیں، بلکہ انسانی حقوق، عدل اور ذمہ داری کے تقاضوں کے مطابق قائم کیا جانا چاہیے، تاکہ کسی بھی فرد کے ساتھ ہونے والی زیادتی کو نظر انداز نہ کیا جائے اور ہر شکایت کا منصفانہ طور پر جائزہ لیا جاسکے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اِنَّ اللّٰہَ یَامُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰٓی اَھْلِہَا وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ"[25]

بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے حق داروں تک پہنچاؤ اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔

یہ آیت اس اصول کو واضح کرتی ہے کہ معاملات میں عدل و انصاف کو بنیاد بنایا جائے اور کسی فرد کے حقوق کو پامال نہ ہونے دیا جائے۔ اس پہلو کے حوالے سے درج ذیل امور اہم ہیں:

اوّل: شکایت درج کرنے کا واضح طریقہ

طبی اداروں میں خواتین ملازمین کے لیے شکایت درج کرنے کا واضح اور آسان نظام ہونا چاہیے۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اگر انہیں کسی مسئلے کا سامنا ہو تو وہ کس ذمہ دار فرد یا کمیٹی سے رابطہ کریں گی۔ شکایت کا طریقہ پیچیدہ یا غیر واضح ہو تو متاثرہ فرد انصاف کے حصول سے محروم رہ سکتی ہے۔ اس لیے اداروں کو چاہیے کہ:

- شکایات کے لیے مخصوص شعبہ یا کمیٹی قائم کریں۔
- شکایت درج کرنے کے ذرائع واضح کریں۔
- متاثرہ فرد کو رازداری کا یقین دلائیں۔
- شکایت کے بروقت ازالے کا نظام بنائیں۔

دوم: غیر جانب دارانہ تحقیق

شکایت موصول ہونے کے بعد اس کی تحقیقات غیر جانب دار اور منصفانہ انداز میں ہونی چاہیے۔ کسی بھی فریق کو سنے بغیر فیصلہ کرنا انصاف کے اصولوں کے خلاف ہے۔ اسلام نے بھی معاملات میں تحقیق اور عدل کا حکم دیا ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا:

"یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا"[26]

اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لیا کرو۔

اس اصول کی روشنی میں ضروری ہے کہ شکایت کی مکمل جانچ کی جائے، تمام متعلقہ افراد کے بیانات لیے جائیں اور حقائق کی بنیاد پر فیصلہ کیا جائے۔

سوم: متاثرہ خاتون کا تحفظ

شکایت کرنے والی خاتون کو انتقامی کارروائی، دباؤ یا مزید نقصان سے محفوظ رکھنا ضروری ہے۔ بعض اوقات ملازمت کے خوف، بدنامی یا انتظامی دباؤ کی وجہ سے متاثرہ افراد شکایت کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ اس لیے ادارے کو ایسا اعتماد پیدا کرنا چاہیے کہ ملازمین بلا خوف اپنے مسائل سامنے رکھ سکیں۔

چہارم: منصفانہ کارروائی اور سزا کا نظام

اگر تحقیقات کے بعد کسی فرد کی غلطی ثابت ہو جائے تو ادارے کو مناسب کارروائی کرنی چاہیے۔ صرف شکایت درج کرنا کافی نہیں بلکہ انصاف کا تقاضا ہے کہ ذمہ دار شخص کو اس کے عمل کے مطابق جواب دہ بنایا جائے، تاکہ دوبارہ ایسے واقعات کی حوصلہ شکنی ہو۔ اسلامی قانون میں بھی جرم کے مطابق سزا اور ظلم کے ازالے کا اصول موجود ہے، تاکہ معاشرے میں امن اور حقوق کا تحفظ قائم رہے۔

پنجم: رازداری کا اہتمام

شکایات کے معاملات میں رازداری بہت اہم ہے، خصوصاً خواتین سے متعلق مسائل میں۔ غیر ضروری طور پر شکایت کو عام کرنا متاثرہ فرد کے لیے مزید مشکلات پیدا کر سکتا ہے۔ اس لیے تحقیق اور فیصلے کے عمل میں نجی معلومات کے تحفظ کو یقینی بنایا جانا چاہیے۔

ششم: تربیتی نظام اور آگاہی

صرف شکایتی نظام کافی نہیں بلکہ اداروں کو ملازمین کی اخلاقی اور پیشہ ورانہ تربیت بھی کرنی چاہیے۔ عملے کو یہ آگاہی دی جائے کہ:

- ہراسانی کیا ہے؟
- حدودِ تعامل کیا ہیں؟
- ساتھی ملازمین کے حقوق کیا ہیں؟
- شکایت کا طریقہ کیا ہے؟

اس سے مسائل کے پیدا ہونے سے پہلے ہی ان کی روک تھام ممکن ہو سکتی ہے۔

ہفتم: انتظامیہ کی ذمہ داری

ادارے کے ذمہ داران پر لازم ہے کہ وہ شکایات کو سنجیدگی سے لیں اور کسی فرد کی حیثیت یا عہدے سے متاثر ہو کر انصاف کے تقاضوں کو نظر انداز نہ کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے عدل کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

"اِنَّمَا اَهْلَكَ الَّذِينَ قَبْلَكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوا اذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَاذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ اَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ"[27]

تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہوئے کہ جب ان میں کوئی معزز شخص جرم کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور جرم کرتا تو اس پر سزا نافذ کرتے۔

یہ حدیث انصاف کے معاملے میں مساوات کی اہمیت کو واضح کرتی ہے۔ صحت کے شعبے میں خواتین کے تحفظ کے لیے مؤثر

شکایت اور انصاف کا نظام ناگزیر ہے۔ ایسا نظام جو شفاف، غیر جانب دار، فوری اور قابلِ اعتماد ہو، نہ صرف خواتین کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے بلکہ ادارے میں اعتماد، نظم و ضبط اور پیشہ ورانہ معیار کو بھی بہتر بناتا ہے۔ اسلامی تعلیمات بھی اسی اصول کی تائید کرتی ہیں کہ ہر فرد کو عزت، تحفظ اور انصاف فراہم کیا جائے اور کسی پر ظلم یا زیادتی کا راستہ بند کیا جائے۔

مریض اور لواحقین کی جانب سے پیش آنے والے مسائل

ہسپتال کا ماحول انسانی جان، صحت اور بیماری سے متعلق حساس معاملات سے وابستہ ہوتا ہے، جہاں مریض اور ان کے اہلِ خانہ عموماً بیماری، اضطراب اور ذہنی دباؤ کی مختلف کیفیات سے گزر رہے ہوتے ہیں۔ ایسی صورتِ حال میں بعض افراد کے رویے میں بے صبری، سخت مزاجی یا نامناسب طرزِ گفتگو کا پیدا ہونا بعید نہیں۔ تاہم مریضوں کی خدمت اور ان کے علاج معالجے میں تعاون طبی عملے کی ذمہ داری ہونے کے باوجود یہ امر کسی فرد کو طبی کارکنوں، بالخصوص خواتین ملازمین، کی تضحیک، توہین یا بدسلوکی کا حق نہیں دیتا۔ پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کی ادائیگی کے ساتھ طبی کارکنوں کے احترام اور وقار کا تحفظ بھی ضروری ہے۔ اسلامی تعلیمات میں باہمی معاملات کے دوران نرمی، خوش اخلاقی، تحمل اور دوسروں کی عزت و تکریم کو نمایاں اہمیت دی گئی ہے، اس لیے ہسپتال کے ماحول میں بھی ان اخلاقی اصولوں کی پاسداری ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"انَّ الرِّفْقَ لَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ الَّا زَانَهُ، وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ الَّا شَانَهُ"[28]

نرمی جس چیز میں ہوتی ہے اسے خوبصورت بنا دیتی ہے اور جس سے نکال دی جائے اسے عیب دار بنا دیتی ہے۔

یہ حدیث اس بات کی رہنمائی کرتی ہے کہ مشکل حالات میں بھی نرم رویہ اختیار کرنا اسلامی اخلاق کا تقاضا ہے۔ ہسپتال کے ماحول میں مریضوں یا تیمارداروں کی طرف سے خواتین طبی کارکنوں کو مختلف مسائل کا سامنا ہو سکتا ہے، جن کی چند اہم صورتیں درج ذیل ہیں:

اوّل: سخت لہجے اور توہین آمیز گفتگو

بعض اوقات مریض یا ان کے رشتہ دار بیماری کی پریشانی، علاج کے اخراجات یا طویل انتظار کی وجہ سے طبی عملے سے سخت لہجے میں گفتگو کرتے ہیں۔ بعض صورتوں میں یہ رویہ توہین، گالی گلوچ یا ذاتی حملوں تک پہنچ جاتا ہے۔ ایسا طرزِ عمل اخلاقی اور شرعی دونوں اعتبار سے نامناسب ہے، کیونکہ کسی شخص کو اس کے پیشہ ورانہ فرائض انجام دینے کے دوران بلاوجہ اذیت دینا درست نہیں۔

دوم: غیر ضروری مطالبات اور دباؤ

بعض مریض یا تیماردار طبی عملے پر اپنی خواہشات کے مطابق فوری فیصلے کرنے کے لیے دباؤ ڈالتے ہیں، حالانکہ طبی معاملات میں ڈاکٹر یا نرس کو مقررہ اصولوں اور مریض کی حقیقی حالت کے مطابق فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ خصوصاً خواتین طبی کارکنوں کو بعض اوقات اس وجہ سے زیادہ دباؤ کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ انہیں کمزور سمجھا جاتا ہے، جو ایک غیر مناسب معاشرتی رویہ ہے۔

سوم: خواتین طبی کارکنوں کے ساتھ نامناسب رویہ

بعض حالات میں مریض یا تیماردار خواتین ڈاکٹرز، نرسز یا دیگر عملے کے ساتھ غیر ضروری بے تکلفی، ذاتی نوعیت کی گفتگو یا نامناسب انداز اختیار کرتے ہیں۔ یہ رویہ پیشہ ورانہ حدود کے خلاف ہے۔ اسلام نے مرد و عورت دونوں کو حیا، پاکیزگی اور باوقار طرزِ گفتگو کا حکم دیا ہے۔ طبی ضرورت کے تحت تعامل جائز ہے، لیکن غیر ضروری تعلق یا بے تکلفی سے اجتناب ضروری ہے۔

چہارم: جسمانی یا جذباتی تشدد

بعض ہسپتالوں میں مریض کے انتقال، علاج کے نتائج یا کسی غلط فہمی کی وجہ سے تیمار دار طبی عملے کے ساتھ بد تمیزی، دھمکی یا جسمانی تشدد تک کر دیتے ہیں۔ یہ رویہ نہ صرف قانوناً جرم ہے بلکہ اخلاقی اور شرعی اعتبار سے بھی سخت قابلِ مذمت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"الْمُسْلِمُ اخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ"[29]

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے بے سہارا چھوڑتا ہے اور نہ اسے حقیر سمجھتا ہے۔

پنجم: خواتین عملے کی عزت اور تحفظ کا مسئلہ

چونکہ صحت کے شعبے میں خواتین اکثر مریضوں اور تیمار داروں کے براہِ راست رابطے میں ہوتی ہیں، اس لیے ان کے لیے محفوظ ماحول کی فراہمی ضروری ہے۔ اگر ہسپتال کا انتظامی نظام کمزور ہو تو خواتین کارکنوں کو شکایات، دباؤ اور ذہنی پریشانی کا سامنا رہتا ہے۔

ششم: مریضوں کی توقعات اور عملی مشکلات

بعض اوقات مریض اور ان کے خاندان طبی نظام کی پیچیدگیوں سے واقف نہیں ہوتے، جس کی وجہ سے وہ علاج کے نتائج، وقت یا سہولیات کے بارے میں غیر حقیقی توقعات قائم کر لیتے ہیں۔ جب یہ توقعات پوری نہ ہوں تو وہ طبی عملے کو ذمہ دار ٹھہرا دیتے ہیں۔ اس مسئلے کے حل کے لیے مریضوں اور تیمار داروں کو طبی عمل، علاج کے مراحل اور عملے کی ذمہ داریوں کے بارے میں مناسب آگاہی دینا ضروری ہے۔

ہسپتال میں مریضوں اور تیمار داروں کی طرف سے بد اخلاقی ایک اہم مسئلہ ہے جو خواتین طبی کارکنوں کے لیے ذہنی دباؤ اور پیشہ ورانہ مشکلات کا سبب بن سکتا ہے۔ اسلام مریضوں کی خدمت، صبر اور نرمی کی تعلیم دیتا ہے، لیکن اس کے ساتھ طبی کارکنوں کی عزت و تحفظ کو بھی ضروری قرار دیتا ہے۔ اس لیے ہسپتال انتظامیہ، مریضوں اور تیمار داروں سب کی ذمہ داری ہے کہ وہ باہمی احترام، اخلاقی رویے اور شرعی اصولوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایسا ماحول قائم کریں جس میں علاج و خدمت کا عمل بہتر انداز میں جاری رہ سکے۔

خواتین عملہ کو درپیش خطرات

صحت کے شعبے میں خدمات انجام دینے والی خواتین کو جہاں انسانی خدمت کا ایک اہم موقع حاصل ہوتا ہے، وہیں انہیں بعض عملی اور پیشہ ورانہ خطرات کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہسپتال کا ماحول چونکہ مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے افراد، مریضوں اور ان کے تیمار داروں پر مشتمل ہوتا ہے، اس لیے بعض اوقات خواتین طبی کارکنوں کو ایسے حالات پیش آتے ہیں جو ان کی جسمانی سلامتی، ذہنی سکون اور پیشہ ورانہ اعتماد کو متاثر کر سکتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں انسان کی جان، عزت اور حرمت کے تحفظ کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ کسی بھی شخص کو خوف، اذیت یا نقصان سے دوچار کرنا شرعاً درست نہیں۔

اوّل: جسمانی خطرات

خواتین طبی کارکنوں کو بعض اوقات مریضوں یا تیمار داروں کی طرف سے نامناسب رویوں، دھمکیوں یا جسمانی تشدد کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ خصوصاً ایمرجنسی وارڈ، نفسیاتی مریضوں کے شعبہ یا ایسے حالات جہاں مریض کے لواحقین شدید جذباتی کیفیت میں ہوں، وہاں خطرات میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ اس لیے ہسپتال انتظامیہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ حفاظتی اقدامات، مناسب نگرانی اور ضرورت کے وقت فوری مدد کا نظام فراہم کرے۔

دوم: ہراسانی کا خطرہ

طبی شعبے میں خواتین عملہ مریضوں، تیمارداروں یا بعض اوقات ساتھی کارکنوں کی طرف سے زبانی، نفسیاتی یا دیگر اقسام کی ہراسانی کا شکار ہو سکتا ہے۔ ایسے رویے نہ صرف خاتون کے وقار کو متاثر کرتے ہیں بلکہ اس کے کام کرنے کی صلاحیت اور ذہنی کیفیت پر بھی منفی اثر ڈالتے ہیں۔ اسلام نے عورت کی عزت و عصمت کے تحفظ کو اہمیت دی ہے اور کسی بھی ایسے عمل سے منع کیا ہے جو انسانی وقار کو مجروح کرے۔

سوم: ذہنی دباؤ اور جذباتی مسائل

طبی شعبہ مسلسل محنت، مریضوں کی تکلیف، ہنگامی حالات اور بعض اوقات موت و زندگی کے معاملات سے وابستہ ہوتا ہے۔ خواتین عملہ ان حالات میں ذہنی دباؤ، خوف، تھکاوٹ اور جذباتی بوجھ کا شکار ہو سکتی ہیں۔ اگر ادارہ مناسب معاونت، مشاورت اور آرام کے مواقع فراہم نہ کرے تو یہ مسائل ان کی ذہنی صحت اور پیشہ ورانہ کارکردگی کو متاثر کر سکتے ہیں۔

چہارم: پیشہ ورانہ دباؤ اور ذمہ داریوں کا بوجھ

خواتین طبی کارکنوں کو ایک طرف مریضوں کی خدمت، ادارے کی ذمہ داریوں اور پیشہ ورانہ تقاضوں کو پورا کرنا ہوتا ہے، جبکہ دوسری طرف انہیں خاندانی ذمہ داریوں کا بھی سامنا ہوتا ہے۔ یہ دوہرا دباؤ بعض اوقات شدید ذہنی پریشانی کا سبب بنتا ہے۔

پنجم: رات کی ڈیوٹی اور امد ورفت کے مسائل

بعض طبی شعبوں میں رات کی شفٹ ناگزیر ہوتی ہے۔ ایسے اوقات میں ہسپتال تک آمد و رفت، محفوظ سفر، کام کے بعد گھر واپسی اور عمومی تحفظ کے مسائل خواتین کارکنوں کے لیے اہم چیلنج بن سکتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ ادارے محفوظ ٹرانسپورٹ، مناسب ڈیوٹی نظام اور کام کے محفوظ ماحول کا انتظام کریں۔

ششم: بیماریوں اور انفیکشن کا خطرہ

صحت کے شعبے میں کام کرنے والی خواتین کو مختلف متعدی بیماریوں اور طبی خطرات کا سامنا بھی رہتا ہے۔ اگر حفاظتی تدابیر، تربیت اور ضروری آلات کی فراہمی میں کمی ہو تو یہ خطرات بڑھ سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں مناسب تربیت، حفاظتی لباس اور طبی اصولوں کی پابندی ضروری ہے۔

ہفتم: سماجی دباؤ اور منفی تصورات

بعض معاشروں میں خواتین کے طبی شعبے میں کام کرنے کے حوالے سے مختلف سماجی اعتراضات یا غلط تصورات پائے جاتے ہیں، جس کی وجہ سے خواتین اور ان کے خاندانوں کو ذہنی دباؤ کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ اس مسئلے کا حل یہ ہے کہ عورت کی ملازمت کو اسلامی حدود، خاندانی ذمہ داریوں اور معاشرتی ضرورت کے تناظر میں متوازن انداز سے دیکھا جائے۔

ہشتم: تحفظ کے لیے ضروری اقدامات

خواتین طبی کارکنوں کو درپیش خطرات کے خاتمے کے لیے درج ذیل اقدامات ضروری ہیں:

- ہسپتالوں میں واضح حفاظتی پالیسی مرتب کی جائے۔
- ہراسانی اور بدسلوکی کے خلاف فوری کارروائی کا نظام موجود ہو۔

- خواتین عملے کے لیے محفوظ ماحول فراہم کیا جائے۔
- رات کی ڈیوٹی اور امد و رفت کے لیے مناسب انتظام کیا جائے۔
- عملے کو ہنگامی حالات سے نمٹنے کی تربیت دی جائے۔
- مریضوں اور تیمارداروں کو طبی عملے کے احترام اور حقوق سے اگاہ کیا جائے۔

اخلاقی حدود کی پامالی

خواتین طبی کارکنوں کو پیش آنے والی مشکلات میں اخلاقی و پیشہ ورانہ حدود کی عدم رعایت بھی ایک قابلِ توجہ مسئلہ ہے۔ ہسپتال میں مریضوں، تیمارداروں، ڈاکٹرز، نرسز اور دیگر طبی کارکنوں کے درمیان مسلسل باہمی تعامل ہوتا ہے، اس لیے ہر سطح پر شائستگی، حدود کی پاسداری اور پیشہ ورانہ آداب کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ جب گفتگو، طرزِ عمل یا باہمی معاملات میں مقررہ اخلاقی حدود نظر انداز ہونے لگیں تو اس کے منفی اثرات صرف خواتین کارکنوں تک محدود نہیں رہتے، بلکہ ادارے میں اعتماد کی فضا، باہمی تعاون اور طبی خدمات کے مجموعی معیار پر بھی اثر پڑتا ہے۔ اسلامی معاشرتی تعلیمات میں حیا، پاکیزگی، احترام انسانیت اور باوقار طرزِ تعامل کو بنیادی اخلاقی اقدار کی حیثیت حاصل ہے، اس لیے طبی اداروں میں بھی ان اصولوں کی رعایت پیشہ ورانہ ماحول کی صحت مندی کے لیے ناگزیر ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ ابْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ "[30]

اور ایمان والی عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں۔

اگرچہ یہ آیت بنیادی طور پر پاکدامنی اور عفت کی تعلیم دیتی ہے، لیکن اس میں وہ عمومی اصول بھی شامل ہے جو مرد و عورت کے باہمی تعلقات میں حیا اور حدود کی حفاظت کی رہنمائی کرتا ہے۔ مثال کے طور پر:

اوّل: غیر ضروری بے تکلفی

طبی شعبے میں مرد و عورت کے درمیان رابطہ بعض اوقات ناگزیر ہوتا ہے، لیکن یہ رابطہ ضرورت اور پیشہ ورانہ تقاضے کے مطابق ہونا چاہیے۔ مریض، تیماردار یا ساتھی عملے کی طرف سے بلا ضرورت ذاتی گفتگو، غیر رسمی تعلقات قائم کرنے کی کوشش یا حد سے بڑھی ہوئی بے تکلفی اخلاقی حدود کی خلاف ورزی ہے۔

دوم: نامناسب گفتگو اور اشارے

بعض اوقات اخلاقی حدود کی پامالی زبان اور گفتگو کے ذریعے ہوتی ہے، جیسے غیر مناسب تبصرے، ذاتی معاملات پر گفتگو، مذاق کے نام پر نامناسب جملے یا ایسے اشارے جو دوسرے فرد کے وقار کو متاثر کریں۔ طبی اداروں میں اس طرح کے رویے پیشہ ورانہ ماحول کو خراب کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے زبان کی حفاظت اور اچھے اخلاق کی تاکید فرمائی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اوْ لِيَصْمُتْ"[31]

جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔

یہ اصول طبی ماحول میں بھی گفتگو کے آداب کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔

سوم: پیشہ ورانہ تعلقات کا ذاتی تعلقات میں تبدیل ہونا

ہسپتال میں مسلسل رابطے کی وجہ سے بعض اوقات ساتھی کارکنوں، مریضوں یا تیمارداروں کے درمیان غیر ضروری قربت

پیدا ہو سکتی ہے۔ اگر یہ تعلق پیشہ ورانہ حدود سے تجاوز کر جائے تو اخلاقی مسائل پیدا ہوتے ہیں، جو فرد اور ادارے دونوں کے لیے نقصان دہ ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ طبی عملہ اپنے تعلقات کو کام کی ضرورت تک محدود رکھے اور ایسی صورتوں سے اجتناب کرے جن سے بدگمانی یا فتنہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔

چہارم: حیا اور پردے کے تقاضوں سے غفلت

اسلامی معاشرت میں حیا ایک بنیادی قدر ہے۔ طبی شعبے میں اگرچہ بعض حالات میں اختلاط اور براہِ راست تعامل ضروری ہوتا ہے، لیکن اس کے باوجود لباس، گفتگو اور طرزِ عمل میں وقار اور حیا کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ خواتین طبی کارکنوں کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے لباس اور رویے میں شرعی و اخلاقی اصولوں کی پابندی کریں، جبکہ مرد عملہ بھی نگاہ، گفتگو اور معاملات میں اسلامی آداب کو ملحوظ رکھے۔

پنجم: اختیارات کا غلط استعمال

بعض اوقات عہدہ یا اختیار رکھنے والے افراد اپنے منصب کا غلط فائدہ اٹھاتے ہوئے ماتحت خواتین ملازمین پر دباؤ ڈال سکتے ہیں۔ یہ رویہ اخلاقی بدعنوانی کے ساتھ ساتھ پیشہ ورانہ خیانت بھی ہے۔ اسلام نے ذمہ داری کو امانت قرار دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اذَا ضُيِّعَتِ الْامَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ"[32]

جب امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔

ششم: مریض کے حقوق اور طبی اخلاقیات

طبی شعبے میں اخلاقی حدود کا تعلق صرف خواتین عملہ کے تحفظ سے نہیں بلکہ مریضوں کے حقوق سے بھی ہے۔ مریض کی رازداری، عزتِ نفس اور ذاتی حدود کا احترام کرنا طبی اخلاقیات کا بنیادی حصہ ہے۔ اسی طرح مریض اور تیمارداروں کو بھی طبی عملے کے وقار کا خیال رکھنا چاہیے۔

ہفتم: اخلاقی حدود کے تحفظ کے لیے اقدامات

اخلاقی حدود کی پامالی کو روکنے کے لیے ضروری ہے کہ:

- ہسپتالوں میں واضح ضابطۂ اخلاق مرتب کیا جائے۔
- عملے کو پیشہ ورانہ اداب اور اسلامی اخلاقیات کی تربیت دی جائے۔
- مریضوں اور تیمارداروں کو طبی عملے کے احترام سے اگاہ کیا جائے۔
- غیر ضروری اختلاط اور بے تکلفی کی حوصلہ شکنی کی جائے۔
- شکایات کے ازالے کے لیے مؤثر نظام موجود ہو۔

صحت کے شعبے میں اخلاقی حدود کی حفاظت ایک محفوظ، باوقار اور مؤثر طبی نظام کے لیے بنیادی ضرورت ہے۔ اسلام نے مرد و عورت دونوں کو حیا، احترام اور ذمہ داری کے اصول عطا کیے ہیں۔ طبی ضرورت کے تحت تعامل جائز ہے، لیکن اس کے ساتھ اخلاقی اور شرعی حدود کی پابندی ضروری ہے۔ جب ادارے، طبی عملہ، مریض اور تیماردار ان اصولوں کا لحاظ رکھیں گے تو ہسپتال کا ماحول زیادہ بہتر، محفوظ اور اعتماد پر قائم ہو سکے گا۔

حفاظتی اقدامات اور شرعی رہنمائی

صحت کے شعبے میں خواتین طبی کارکنوں کو درپیش مسائل کے حل کے لیے ایسے حفاظتی اقدامات ضروری ہیں جو انہیں جسمانی، ذہنی اور اخلاقی خطرات سے محفوظ رکھ سکیں۔ ہسپتال کا ماحول چونکہ مختلف افراد کے باہمی تعامل پر قائم ہوتا ہے، اس لیے صرف انفرادی احتیاط کافی نہیں بلکہ ادارہ جاتی سطح پر بھی مؤثر پالیسیوں اور نگرانی کے نظام کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسلام نے بھی انسانی عزت، جان اور ابرو کے تحفظ کو بنیادی اہمیت دی ہے اور ایسے تمام ذرائع اختیار کرنے کی تعلیم دی ہے جن سے نقصان اور فساد کا سدِّباب ہو سکے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"وَلَا تُلْقُوا بِاَيْدِيكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ "[33]

اور اپنے اپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو۔

آیت اس عمومی اصول کی رہنمائی کرتی ہے کہ انسان کو اپنی حفاظت اور سلامتی کے لیے مناسب تدابیر اختیار کرنی چاہییں۔

اوّل: محفوظ ادارہ جاتی ماحول کی فراہمی

خواتین طبی کارکنوں کے لیے محفوظ اور باوقار ماحول کی فراہمی ہسپتال انتظامیہ کی بنیادی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ اس مقصد کے لیے محض عمومی ہدایات کافی نہیں، بلکہ واضح ضوابط اور عملی حفاظتی اقدامات کا مؤثر نظام ضروری ہے۔ بالخصوص درج ذیل امور کو ادارہ جاتی پالیسی کا حصہ بنایا جانا چاہیے:

- ہراسانی، بدسلوکی اور نامناسب رویوں کی روک تھام کے لیے واضح اور قابلِ عمل ضابطۂ اخلاق مرتب کیا جائے۔
- مریضوں، تیمارداروں اور طبی عملے کے باہمی رویوں کے لیے پیشہ ورانہ اور اخلاقی حدود متعین کی جائیں اور ان کی پابندی یقینی بنائی جائے۔
- شکایات کی سماعت اور ان کے ازالے کے لیے شفاف، مؤثر اور غیر جانب دار نظام قائم کیا جائے۔
- کسی ہنگامی یا خطرناک صورتِ حال میں خواتین طبی کارکنوں کو فوری حفاظتی معاونت، مناسب سکیورٹی اور انتظامیہ کا بروقت تعاون فراہم کیا جائے۔

دوم: پیشہ ورانہ حدود کی پابندی

طبی شعبے میں مرد و عورت کا تعامل بعض اوقات ناگزیر ہوتا ہے، لیکن اس تعامل کو پیشہ ورانہ اور اخلاقی حدود کے اندر ہونا چاہیے۔ خواتین طبی کارکنوں اور مرد ساتھیوں دونوں کے لیے ضروری ہے کہ:

- گفتگو صرف ضرورت کے مطابق ہو۔
- غیر ضروری تنہائی اور بے تکلفی سے اجتناب کیا جائے۔
- ذاتی معاملات میں غیر ضروری مداخلت نہ کی جائے۔
- باہمی احترام اور وقار کو ملحوظ رکھا جائے۔

یہ اصول اسلامی تعلیمات کے اس عمومی ضابطے کے مطابق ہے کہ معاشرتی معاملات میں پاکیزگی اور احتیاط اختیار کی جائے۔

سوم: حجاب اور حیا کا اہتمام

اسلامی معاشرتی نظام میں حیا کو اخلاقی پاکیزگی اور معاشرتی تحفظ کا اہم ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ شعبۂ صحت سے وابستہ خواتین

کے لیے ضروری ہے کہ وہ پیشہ ورانہ فرائض کی ادائیگی کے دوران لباس، گفتگو اور طرزِ عمل میں شرعی آداب اور وقار کو ملحوظ رکھیں۔ اسی طرح مرد طبی کارکنوں پر بھی لازم ہے کہ وہ نگاہوں کی حفاظت، گفتگو کی شائستگی اور باہمی معاملات میں اسلامی حدود کی پابندی کریں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ طبی ماحول میں اخلاقی پاکیزگی اور باہمی تحفظ کی ذمہ داری صرف خواتین تک محدود نہیں، بلکہ مرد و عورت دونوں اپنے اپنے دائرۂ کار میں شرعی آداب کی رعایت کے ذمہ دار ہیں۔

چہارم: مریضوں اور تیمارداروں کی تربیت و آگاہی

ہسپتال انتظامیہ کی ذمہ داریوں میں یہ امر بھی شامل ہے کہ مریضوں اور ان کے لواحقین کو طبی عملے کے احترام، ادارے کے مقررہ ضوابط اور ہسپتال میں اختیار کیے جانے والے مناسب طرزِ عمل سے آگاہ کیا جائے۔ مریضوں کی خدمت اور ان کی ضروری طبی معاونت فراہم کرنا طبی عملے کے فرائض میں شامل ہے، تاہم اس ذمہ داری کی ادائیگی کے دوران طبی کارکنوں، بالخصوص خواتین ملازمین، کے ساتھ احترام، شائستگی اور تعاون کا برتاؤ کیا جانا بھی ان کا جائز حق ہے۔ اس مقصد کے لیے انتظامیہ کو چاہیے کہ مریضوں اور تیمارداروں کو ان کے حقوق و ذمہ داریوں سے مناسب طور پر آگاہ کرے اور ایسے رویوں کی حوصلہ شکنی کرے جو طبی عملے کے لیے نامناسب یا تکلیف دہ ہوں۔

خواتین سے متعلق جسمانی و نفسیاتی مسائل

صحت کا شعبہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک ایسا میدان ہے جس میں مسلسل محنت، ذمہ داری اور جسمانی و ذہنی توانائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ڈاکٹرز، نرسز اور دیگر طبی کارکنوں کو طویل اوقات تک کام کرنا، مریضوں کی دیکھ بھال کرنا، ہنگامی حالات کا سامنا کرنا اور بعض اوقات رات کی شفٹوں میں خدمات انجام دینا پڑتی ہیں۔ خواتین طبی کارکنوں کے لیے یہ ذمہ داریاں بعض اضافی جسمانی اور صحت کے مسائل کا سبب بن سکتی ہیں، خصوصاً جب پیشہ ورانہ مصروفیات کے ساتھ گھریلو ذمہ داریاں بھی شامل ہوں۔

اسلام نے جسم کی حفاظت اور اعتدال کو اہمیت دی ہے۔ انسان اپنے جسم کا مالک نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ امانت کا ذمہ دار ہے، اس لیے اپنی صحت کو نقصان پہنچانے والے امور سے حتی الامکان بچنا ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا"[34]

بے شک تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے۔

یہ حدیث اس بات کی رہنمائی کرتی ہے کہ انسان کو اپنی جسمانی ضروریات کا خیال رکھنا چاہیے اور ایسا طرزِ زندگی اختیار نہیں کرنا چاہیے جس سے صحت متاثر ہو۔

اوّل: طویل اوقاتِ کار اور جسمانی تھکن

شعبۂ طب میں پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کی نوعیت بعض اوقات طبی کارکنوں سے طویل اوقاتِ کار، مسلسل جسمانی سرگرمی، مریضوں کی نگہداشت اور ہنگامی حالات میں فوری خدمات کی انجام دہی کا تقاضا کرتی ہے۔ بالخصوص نرسنگ اور شعبۂ حادثات و ہنگامی طبی خدمات سے وابستہ خواتین کو جسمانی مشقت اور مسلسل مصروفیت کا زیادہ سامنا ہو سکتا ہے۔ اگر مناسب آرام اور بحالی کا انتظام نہ ہو تو طویل مدتی تھکن کے نتیجے میں جسمانی کمزوری، نیند میں کمی، کارکردگی متاثر ہونے اور صحت سے متعلق دیگر مشکلات کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ اس لیے طبی اداروں کے لیے ضروری ہے کہ ملازمین کے اوقاتِ کار کو ان کی جسمانی ضروریات کے مطابق منظم کریں اور کام، آرام اور صحت کے درمیان مناسب توازن برقرار رکھنے کے لیے مؤثر انتظامات کریں۔

دوم: نیند کی کمی اور حیاتیاتی مسائل

ہسپتال میں رات کی ڈیوٹی اور غیر معمولی اوقات میں کام کرنا خواتین کی جسمانی کیفیت پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔ مناسب نیند نہ ملنے سے جسمانی قوت متاثر ہوتی ہے اور بعض اوقات ذہنی دباؤ میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ خصوصاً شادی شدہ خواتین یا وہ خواتین جن پر گھریلو ذمہ داریاں بھی ہوں، ان کے لیے ملازمت اور آرام کے درمیان توازن قائم رکھنا ایک اہم مسئلہ بن جاتا ہے۔

سوم: گھریلو اور پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کا دباؤ

خواتین طبی کارکنوں کو اکثر دوہری ذمہ داریوں کا سامنا ہوتا ہے۔ ایک طرف وہ مریضوں کی خدمت اور ادارے کی ذمہ داریاں انجام دیتی ہیں، جبکہ دوسری طرف گھر، شوہر اور بچوں سے متعلق فرائض بھی ان کے ذمے ہوتے ہیں۔ اگر کام اور گھر کے درمیان مناسب توازن قائم نہ ہو تو مسلسل تھکن اور جسمانی کمزوری پیدا ہو سکتی ہے۔ اس لیے خاندان اور ادارے دونوں کا تعاون اس مسئلے کے حل میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

ذہنی دباؤ اور اس کے اثرات

صحت کے شعبے میں کام کرنے والی خواتین کو جسمانی مسائل کے ساتھ ساتھ مختلف نوعیت کے ذہنی اور نفسیاتی دباؤ کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ طبی شعبہ چونکہ انسانی جان، بیماری، تکلیف اور ہنگامی حالات سے براہِ راست وابستہ ہے، اس لیے اس سے متعلق ذمہ داریاں عام ملازمتوں کی نسبت زیادہ حساس اور مشکل ہوتی ہیں۔ خواتین طبی کارکنوں کے لیے پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کے ساتھ گھریلو فرائض، سماجی توقعات اور بعض اوقات نامناسب رویوں کا سامنا ذہنی دباؤ میں مزید اضافہ کر دیتا ہے۔ اسلام نے انسان کی ذہنی و جسمانی کیفیت کا لحاظ رکھتے ہوئے اعتدال، آسانی اور توازن کی تعلیم دی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا "[35]

اللہ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

یہ آیت اس اصول کی طرف رہنمائی کرتی ہے کہ ذمہ داریوں کی ادائیگی میں انسانی استطاعت اور حالات کا لحاظ رکھا جانا چاہیے۔ ذہنی دباؤ کے چند اہم عوامل درج ذیل ہیں:

اوّل: مسلسل ذمہ داریوں کا دباؤ

خواتین طبی کارکنوں کو ایک طرف مریضوں کی خدمت، ہسپتال کی ذمہ داریوں اور پیشہ ورانہ تقاضوں کو پورا کرنا ہوتا ہے، جبکہ دوسری طرف گھر، شوہر اور بچوں سے متعلق ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں۔ ان دونوں ذمہ داریوں میں توازن پیدا کرنا بعض اوقات ذہنی دباؤ کا سبب بن جاتا ہے۔ خصوصاً وہ خواتین جو طویل ڈیوٹی، رات کی شفٹ اور گھریلو مصروفیات بیک وقت انجام دیتی ہیں، ان میں ذہنی تھکن اور بے اطمینانی پیدا ہونے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

دوم: مریضوں کی تکلیف اور جذباتی دباؤ

طبی شعبے میں کام کرنے والی خواتین روزانہ مختلف بیماریوں، تکالیف اور بعض اوقات موت جیسے مشکل حالات کا مشاہدہ کرتی ہیں۔ مسلسل ایسے حالات سے گزرنے کی وجہ سے جذباتی دباؤ پیدا ہو سکتا ہے۔ مریضوں کے ساتھ ہمدردی اور خدمت کا جذبہ اگرچہ ایک مثبت صفت ہے، لیکن مسلسل غم انگیز حالات کا سامنا بعض اوقات ذہنی تھکن کا باعث بن جاتا ہے۔

سوم: مریضوں اور تیمارداروں کے رویوں کا اثر

مریضوں یا ان کے لواحقین کی طرف سے شکایت، غصہ، سخت گفتگو یا بد سلوکی بھی خواتین طبی کارکنوں کے لیے ذہنی دباؤ کا سبب بن سکتی ہے۔ بعض اوقات طبی کارکن اپنی ذمہ داری پوری کرنے کے باوجود منفی رویوں کا سامنا کرتے ہیں، جس سے ان کے اعتماد اور ذہنی سکون پر اثر پڑتا ہے۔

چہارم: ذہنی دباؤ کے جسمانی اور پیشہ ورانہ اثرات

مسلسل ذہنی دباؤ کے نتیجے میں مختلف مسائل پیدا ہو سکتے ہیں، مثلاً نیند میں کمی یا بے ترتیبی، تھکاوٹ اور جسمانی کمزوری، کام میں عدم دلچسپی، فیصلہ کرنے کی صلاحیت میں کمی، چڑچڑاپن اور بے اطمینانی اور پیشہ ورانہ کارکردگی میں کمی وغیرہ۔ اس لیے ذہنی صحت کو بھی جسمانی صحت کی طرح اہمیت دینا ضروری ہے۔

پنجم: ذہنی سکون کے لیے اسلامی رہنمائی

اسلام نے مشکل حالات اور دباؤ میں صبر، اللہ پر توکل اور اعتدال اختیار کرنے کی تعلیم دی ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

"الَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ "[36]

خبردار! اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

یہ آیت اس حقیقت کی طرف رہنمائی کرتی ہے کہ روحانی وابستگی انسان کو مشکلات میں ذہنی استحکام فراہم کرتی ہے۔

ذہنی دباؤ کے خاتمے کے لیے اقدامات

خواتین طبی کارکنوں کے ذہنی سکون کے لیے درج ذیل اقدامات ضروری ہیں:

- کام کے اوقات میں مناسب توازن رکھا جائے۔
- مسلسل طویل ڈیوٹیوں سے حتی الامکان بچا جائے۔
- اداروں میں نفسیاتی معاونت اور مشاورت کی سہولت فراہم کی جائے۔
- ساتھی عملہ باہمی تعاون اور حسن اخلاق کا مظاہرہ کرے۔
- خاندان کی طرف سے تعاون اور حوصلہ افزائی کی جائے۔
- خواتین کو اپنی صحت، ارام اور ذاتی ضروریات کے لیے وقت دیا جائے۔

صحت کے شعبے میں خواتین کو پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کے ساتھ مختلف ذہنی دباؤ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ دباؤ صرف کام کی نوعیت کی وجہ سے نہیں بلکہ گھریلو ذمہ داریوں، سماجی توقعات اور بعض اوقات نامناسب رویوں کی وجہ سے بھی پیدا ہوتا ہے۔ اسلامی تعلیمات انسان کی استطاعت، آرام اور ذہنی سکون کو اہمیت دیتی ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ طبی ادارے اور معاشرہ مل کر ایسا ماحول فراہم کریں جس میں خواتین طبی کارکن اپنی ذمہ داریاں ذہنی اطمینان، تحفظ اور وقار کے ساتھ انجام دے سکیں۔

ہارمونل و نفسیاتی پہلو

خواتین طبی کارکنوں کو درپیش جسمانی اور ذہنی مسائل میں ہارمونل اور نفسیاتی عوامل بھی اہم حیثیت رکھتے ہیں۔ عورت کی جسمانی ساخت مرد سے مختلف ہے اور اس کے جسم میں مختلف ادوار کے دوران ہارمونز میں فطری تبدیلیاں رونما ہوتی رہتی ہیں۔

ملازمت کے دباؤ، طویل اوقاتِ کار، نیند کی کمی اور مسلسل ذہنی تناؤ کے ساتھ یہ تبدیلیاں بعض اوقات خواتین کی جسمانی اور نفسیاتی کیفیت پر اثر انداز ہو سکتی ہیں۔ اسلام نے انسانی فطرت اور جسمانی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے اعتدال اور اسانی کا اصول پیش کیا ہے۔ شریعت کا مقصد انسان کو مشقت میں ڈالنا نہیں بلکہ اس کی فطری ضروریات کا لحاظ رکھتے ہوئے متوازن زندگی کی رہنمائی کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ "[37]

اللہ تمہارے ساتھ اسانی کا ارادہ رکھتا ہے اور تمہارے لیے دشواری نہیں چاہتا۔

اوّل: ہارمونل تبدیلیاں اور جسمانی اثرات

خواتین کی زندگی میں ماہواری، حمل، ولادت اور دیگر فطری مراحل کے دوران جسم میں ہارمونز کی تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں۔ ان ادوار میں بعض خواتین کو جسمانی کمزوری، تھکن، درد یا مزاج میں تبدیلی کا سامنا ہو سکتا ہے۔ اگر ان حالات کے ساتھ طویل ڈیوٹی، آرام کی کمی اور مسلسل ذہنی دباؤ بھی شامل ہو جائے تو مشکلات میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ اس لیے کام کے ماحول میں خواتین کی فطری ضروریات کا خیال رکھنا ایک اہم ادارہ جاتی ضرورت ہے۔

دوم: ماہواری کے دوران مشکلات

طبی شعبے میں کام کرنے والی خواتین کو بعض اوقات ماہواری کے دوران بھی طویل ڈیوٹی انجام دینا پڑتی ہے۔ اس کیفیت میں جسمانی کمزوری، درد اور تھکن کے باوجود کام جاری رکھنا بعض خواتین کے لیے مشکل ہو سکتا ہے۔ اس لیے مناسب وقفے، صاف ستھری سہولیات اور باہمی تعاون پر مبنی ماحول خواتین کی جسمانی صحت اور کارکردگی کے لیے ضروری ہے۔

سوم: حمل اور زچگی کے دوران نفسیاتی اثرات

حمل اور زچگی عورت کی زندگی کے اہم مراحل ہیں جن میں جسمانی تبدیلیوں کے ساتھ جذباتی اور نفسیاتی تبدیلیاں بھی اتی ہیں۔ اس دوران کام کا دباؤ، ملازمت کا خوف یا ادارے کی طرف سے تعاون کا فقدان ذہنی پریشانی کا سبب بن سکتا ہے۔ اس لیے خواتین طبی کارکنوں کے لیے زچگی کے دوران مناسب سہولت، رخصت اور کام کے حالات میں ممکنہ آسانی فراہم کرنا ضروری ہے۔

چہارم: خاندانی اور سماجی دباؤ

بعض خواتین طبی کارکنوں کو پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کے ساتھ خاندان کی توقعات، بچوں کی دیکھ بھال اور معاشرتی ذمہ داریوں کا بھی سامنا ہوتا ہے۔ اگر انہیں گھر اور کام دونوں جگہ مناسب تعاون نہ ملے تو یہ صورتحال ذہنی دباؤ میں اضافہ کر سکتی ہے۔ اسلام نے خاندان کے افراد کو باہمی تعاون، حسنِ معاشرت اور ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کی تعلیم دی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ "[38]

اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی بسر کرو۔

اگرچہ یہ آیت ازدواجی زندگی کے حوالے سے ہے، لیکن اس میں حسنِ معاشرت اور اچھے برتاؤ کا عمومی اصول بھی موجود ہے۔

پنجم: نفسیاتی مسائل کے حل کے لیے اقدامات

خواتین طبی کارکنوں کی نفسیاتی صحت کے تحفظ کے لیے درج ذیل امور ضروری ہیں:

- کام اور آرام کے درمیان مناسب توازن رکھا جائے۔

- اداروں میں نفسیاتی معاونت اور مشاورت کی سہولت موجود ہو۔
- خواتین کے فطری حالات کو سمجھتے ہوئے تعاون کیا جائے۔
- خاندان کی طرف سے حوصلہ افزائی اور مدد فراہم کی جائے۔
- غیر ضروری دباؤ اور غیر حقیقی توقعات سے بچا جائے۔
- کام کی جگہ پر احترام اور اعتماد کی فضا قائم کی جائے۔

خواتین طبی کارکنوں کے ہارمونل اور نفسیاتی مسائل ان کی فطری جسمانی ساخت اور پیشہ ورانہ دباؤ دونوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان مسائل کو نظر انداز کرنے کے بجائے انسانی فطرت اور شرعی اصولوں کی روشنی میں متوازن انداز اختیار کرنا ضروری ہے۔ اسلام آسانی، اعتدال اور حسنِ معاشرت کی تعلیم دیتا ہے، اس لیے ایسا نظام ہونا چاہیے جس میں خواتین اپنی پیشہ ورانہ خدمات انجام دینے کے ساتھ اپنی جسمانی اور نفسیاتی صحت کا بھی تحفظ کر سکیں۔

پیشہ وارانہ دباؤ کا تجزیہ

صحت کے شعبے میں کام کرنے والی خواتین کو جسمانی اور نفسیاتی مسائل کے ساتھ ساتھ پیشہ وارانہ دباؤ (Professional Stress) کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ طبی شعبہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک حساس اور ذمہ دارانہ میدان ہے، جہاں معمولی غفلت بھی انسانی جان اور صحت سے متعلق اہم نتائج پیدا کر سکتی ہے۔ اس لیے ڈاکٹرز، نرسز اور دیگر طبی کارکن مسلسل ذمہ داری، فوری فیصلوں اور مریضوں کی ضروریات کے دباؤ میں کام کرتے ہیں۔ خواتین طبی کارکنوں کے لیے یہ دباؤ بعض اوقات مزید بڑھ جاتا ہے، کیونکہ انہیں پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کے ساتھ خاندانی، معاشرتی اور فطری تقاضوں کو بھی پورا کرنا ہوتا ہے۔ اس صورتِ حال میں اگر مناسب توازن قائم نہ ہو تو ذہنی تھکن، بے اطمینانی اور کارکردگی میں کمی جیسے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔

اوّل: کام کی نوعیت اور ذمہ داری کا دباؤ

طبی شعبے میں کام کرنے والی خواتین کو مریضوں کی دیکھ بھال، علاج کے مراحل کی نگرانی، ہنگامی حالات سے نمٹنے اور فوری فیصلے کرنے کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ بعض اوقات مریض کی حالت تشویش ناک ہوتی ہے یا علاج کے نتائج توقع کے مطابق نہیں آتے، جس کا جذباتی اثر طبی کارکنوں پر بھی پڑتا ہے۔ یہ ذمہ داری اگرچہ خدمتِ خلق کا ایک اہم ذریعہ ہے، لیکن مسلسل ذہنی توجہ اور احتیاط کا تقاضا کرنے کی وجہ سے دباؤ کا سبب بن سکتی ہے۔

دوم: طویل اوقاتِ کار اور ڈیوٹی کا نظام

ہسپتالوں میں شفٹوں کی تقسیم، رات کے اوقات میں ڈیوٹی اور اضافی کام کے اوقات خواتین طبی کارکنوں کے لیے عملی نوعیت کے اہم چیلنجز میں شمار ہوتے ہیں۔ مسلسل پیشہ ورانہ مصروفیت، آرام کے محدود مواقع اور نیند کے معمول میں خلل نہ صرف جسمانی تھکن میں اضافہ کرتے ہیں بلکہ طویل مدت میں ذہنی دباؤ اور کارکردگی کو بھی متاثر کر سکتے ہیں۔ یہ صورتِ حال ان خواتین کے لیے مزید پیچیدہ ہو جاتی ہے جو پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کے ساتھ ازدواجی اور گھریلو فرائض بھی انجام دے رہی ہوں۔ اس لیے ضروری ہے کہ طبی ادارے اوقاتِ کار اور شفٹوں کی ترتیب بناتے وقت خواتین کارکنوں کی جسمانی ضروریات، آرام اور خاندانی ذمہ داریوں کو بھی مناسب حد تک پیشِ نظر رکھیں، تاکہ پیشہ ورانہ خدمات اور خاندانی زندگی کے درمیان قابلِ عمل توازن قائم رہ سکے۔

سوم: مریضوں اور انتظامیہ کی توقعات

طبی شعبے میں مریض اور ان کے اہلِ خانہ عموماً فوری علاج، مکمل توجہ اور بہترین نتائج کی توقع رکھتے ہیں۔ بعض اوقات ان توقعات کا پورا نہ ہونا طبی عملے کے لیے شکایات اور دباؤ کا باعث بنتا ہے۔ اسی طرح ادارے کی طرف سے کارکردگی، وقت کی پابندی اور ذمہ داریوں کی تکمیل کے تقاضے بھی ملازمین پر اضافی دباؤ پیدا کر سکتے ہیں۔

چہارم: پیشہ ورانہ مقابلہ اور اعتماد کا مسئلہ

بعض خواتین طبی کارکنوں کو اپنے کام کو ثابت کرنے، پیشہ ورانہ ترقی حاصل کرنے یا ادارے میں اپنی جگہ بنانے کے لیے اضافی محنت کرنا پڑتی ہے۔ بعض ماحول میں خواتین کو اپنی صلاحیتوں کے باوجود مختلف سماجی تصورات یا امتیازی رویوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے، جو ذہنی دباؤ میں اضافہ کرتے ہیں۔

پنجم: پیشہ ورانہ اور خاندانی زندگی میں توازن

خواتین طبی کارکنوں کے لیے پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کے ساتھ خاندانی فرائض کی ادائیگی میں توازن قائم رکھنا ایک اہم عملی چیلنج ہے۔ بچوں کی نگہداشت و تربیت، شوہر کے جائز حقوق، گھریلو امور اور ملازمت کی ذمہ داریاں بیک وقت انجام دینا بعض حالات میں ذہنی و جسمانی دباؤ کا باعث بن سکتا ہے۔ خصوصاً ایسے پیشوں میں جہاں اوقاتِ کار طویل یا غیر متعین ہوں، پیشہ ورانہ اور خاندانی ذمہ داریوں میں ہم آہنگی پیدا کرنا مزید دشوار ہو جاتا ہے۔ اسلامی تعلیمات زندگی کے مختلف معاملات میں اعتدال، توازن اور ذمہ داری کی رعایت کی ترغیب دیتی ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ خواتین کی پیشہ ورانہ مصروفیات اس انداز سے منظم ہوں کہ وہ اپنی خاندانی ذمہ داریوں کو بھی حتی الامکان مناسب طور پر ادا کر سکیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”وَانَّ لِاهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا“[39]

اور بے شک تمہارے اہلِ خانہ کا بھی تم پر حق ہے۔

یہ حدیث اس بات کی رہنمائی کرتی ہے کہ انسان کو اپنی مختلف ذمہ داریوں کے درمیان توازن قائم رکھنا چاہیے۔

ششم: دباؤ میں کمی کے لیے عملی اقدامات

پیشہ وارانہ دباؤ کو کم کرنے کے لیے درج ذیل اقدامات مفید ثابت ہو سکتے ہیں:

- کام کے اوقات کو مناسب حد تک متوازن رکھا جائے۔
- خواتین عملے کے لیے مناسب آرام اور چھٹیوں کا انتظام ہو۔
- اداروں میں معاون اور باہمی احترام پر مبنی ماحول قائم کیا جائے۔
- ملازمین کو ذہنی صحت اور دباؤ سے نمٹنے کی تربیت دی جائے۔
- خاندان کی طرف سے تعاون اور حوصلہ افزائی فراہم کی جائے۔
- پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کے ساتھ انسانی ضروریات کا بھی خیال رکھا جائے۔

معاونت اور سپورٹ سسٹم کی ضرورت

صحت کے شعبے میں کام کرنے والی خواتین کو پیشہ ورانہ ذمہ داریوں، جسمانی مشقت، ذہنی دباؤ اور خاندانی تقاضوں کا سامنا ہوتا

ہے۔ان حالات میں صرف انفرادی صلاحیت اور حوصلہ کافی نہیں ہوتا بلکہ ایک مؤثر معاونت اور سپورٹ سسٹم کی ضرورت ہوتی ہے، جو خواتین طبی کارکنوں کو پیشہ ورانہ ذمہ داریاں بہتر انداز میں انجام دینے، ذہنی سکون برقرار رکھنے اور مشکلات کا سامنا کرنے میں مدد فراہم کرے۔ اسلامی تعلیمات میں باہمی تعاون، ہمدردی اور ایک دوسرے کی مدد کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

”وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى “[40]

اور نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔

آیت اس عمومی اصول کی وضاحت کرتی ہے کہ معاشرے کے افراد ایک دوسرے کے لیے تعاون اور سہولت کا ذریعہ بنیں۔

اوّل: ادارہ جاتی معاونت کی اہمیت

ہسپتال اور طبی ادارے خواتین عملہ کے لیے بنیادی سپورٹ کا کردار ادا کرتے ہیں۔ اگر ادارہ ملازمین کی مشکلات کو سمجھتے ہوئے مناسب سہولیات فراہم کرے تو پیشہ ورانہ دباؤ میں نمایاں کمی آسکتی ہے۔ ادارہ جاتی معاونت میں درج ذیل امور شامل ہیں:

- مناسب اور متوازن ڈیوٹی شیڈول۔
- کام کے لیے محفوظ ماحول۔
- خواتین کے لیے ضروری سہولیات کی فراہمی۔
- شکایات کے حل کا مؤثر نظام۔
- ذہنی دباؤ کم کرنے کے لیے مشاورتی سہولیات۔

ایسا ماحول خواتین کارکنوں میں اعتماد پیدا کرتا ہے اور ان کی کارکردگی کو بہتر بناتا ہے۔

دوم: خاندانی تعاون کا کردار

خواتین طبی کارکنوں کے لیے خاندان کی معاونت انتہائی اہمیت رکھتی ہے۔ گھر کے افراد اگر ملازمت کی نوعیت، اوقاتِ کار اور پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کو سمجھیں تو خاتون کے لیے دونوں ذمہ داریوں میں توازن قائم کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ خصوصاً شوہر، والدین اور دیگر اہلِ خانہ کا تعاون خواتین کو ذہنی اطمینان فراہم کرتا ہے اور انہیں اپنے فرائض بہتر انداز میں ادا کرنے میں مدد دیتا ہے۔

سوم: ساتھی کارکنوں کا تعاون

طبی شعبہ ایک اجتماعی نظام پر قائم ہے۔ ڈاکٹرز، نرسز اور دیگر عملے کے درمیان تعاون اور اچھا تعلق نہ صرف کام کو اسان بناتا ہے بلکہ ذہنی دباؤ میں بھی کمی لاتا ہے۔ ساتھی کارکنوں کو چاہیے کہ:

- ایک دوسرے کی مشکلات کو سمجھیں۔
- ہنگامی حالات میں تعاون کریں۔
- مثبت اور احترام پر مبنی رویہ اختیار کریں۔
- غیر ضروری تنقید اور دباؤ سے اجتناب کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے باہمی اخوت اور تعاون کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا“[41]

مومن دوسرے مومن کے لیے عمارت کی مانند ہے، جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے۔

چہارم: نفسیاتی معاونت اور مشاورت

طبی شعبے میں کام کی نوعیت، مسلسل ذمہ داریوں اور ہنگامی حالات کے باعث خواتین طبی کارکنوں کو بعض اوقات ذہنی تھکن، اضطراب اور جذباتی دباؤ کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ اس صورتِ حال سے نمٹنے کے لیے طبی اداروں میں نفسیاتی مشاورت اور پیشہ ورانہ رہنمائی کی مناسب سہولیات فراہم کرنا مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ ایسی سہولت کے ذریعے خواتین کارکنان نہ صرف اپنے پیشہ ورانہ یا ذاتی مسائل کو مناسب ماحول میں بیان کر سکتی ہیں بلکہ ذہنی دباؤ سے نمٹنے کے مؤثر طریقوں سے بھی آگاہی حاصل کر سکتی ہیں۔ مزید بر آں، انہیں کام سے متعلق مشکلات، باہمی تعلقات یا دیگر پیشہ ورانہ مسائل کے حل کے لیے ماہرین سے مناسب رہنمائی میسر آ سکتی ہے۔ اس طرح مشاورتی نظام خواتین کارکنوں کی ذہنی بہبود اور پیشہ ورانہ کارکردگی کو بہتر بنانے میں معاون کردار ادا کر سکتا ہے۔

پنجم: تربیتی اور پیشہ ورانہ معاونت

خواتین طبی کارکنوں کو صرف فنی مہارت ہی نہیں بلکہ مختلف چیلنجز سے نمٹنے کی تربیت بھی دی جانی چاہیے۔ اس میں:

- مریضوں سے مؤثر گفتگو۔
- ہنگامی حالات سے نمٹنا۔
- تنازعات کو حل کرنا۔
- ذہنی دباؤ کو کم کرنے کے طریقے،

شامل ہیں۔ اس طرح کارکن زیادہ اعتماد اور اطمینان کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں ادا کر سکتے ہیں۔

ششم: سماجی سطح پر تعاون

خواتین طبی کارکنوں کی پیشہ ورانہ خدمات کو معاشرتی سطح پر قدر و احترام کی نگاہ سے دیکھنا ضروری ہے، بالخصوص اس لیے کہ شعبۂ صحت میں ان کی موجودگی خواتین مریضوں کو علاج اور طبی نگہداشت کی سہولیات فراہم کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ چنانچہ ان کی خدمات کو محض ایک پیشہ ورانہ سرگرمی سمجھنے کے بجائے انسانی خدمت کے ایک اہم ذریعہ کے طور پر تسلیم کیا جانا چاہیے، جس سے معاشرے میں ان کے کردار کے بارے میں مثبت اور متوازن رویہ فروغ پاتا ہے۔

خواتین طبی کارکنوں کو پیش آنے والے مختلف مسائل کا مؤثر حل صرف ادارہ جاتی اقدامات سے ممکن نہیں، بلکہ اس کے لیے خاندان، ساتھی کارکنوں اور معاشرے کی مشترکہ معاونت بھی ضروری ہے۔ جب یہ تمام عناصر باہمی تعاون اور ذمہ داری کے ساتھ اپنا کردار ادا کریں تو خواتین کے لیے پیشہ ورانہ فرائض کی ادائیگی نسبتاً آسان ہو جاتی ہے اور وہ اپنی صلاحیتوں کو بہتر طور پر بروئے کار لا سکتی ہیں۔ اسلامی تعلیمات بھی باہمی تعاون، آسانی پیدا کرنے اور حسنِ معاشرت کو اہمیت دیتی ہیں۔ اس لیے صحت کے شعبے میں ایسا جامع ماحول تشکیل دینا ضروری ہے جس میں خواتین کو تحفظ، اعتماد، احترام اور اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریاں ادا کرنے کے لیے مطلوبہ سہولیات میسر ہوں۔

نتائج بحث

زیرِ نظر تحقیق میں صحت کے شعبے میں خواتین کی ملازمت سے متعلق شرعی، معاشرتی اور عملی پہلوؤں کا جائزہ لینے کے بعد درج ذیل اہم نتائج سامنے آتے ہیں:

- صحت کے شعبے میں خواتین کی ملازمت فی نفسہٖ شرعاً جائز ہے، تاہم اس کے لیے حجاب، غیر محرم سے تعامل، خلوت، اوقاتِ کار اور دیگر متعلقہ شرعی حدود کی رعایت ضروری ہے۔
- خواتین کی طبی خدمات، خصوصاً خواتین کے علاج، زچگی اور امراضِ نسواں کے شعبوں میں، اہم معاشرتی ضرورت کی حیثیت رکھتی ہیں؛ اس لیے ان کی پیشہ ورانہ صلاحیتوں سے استفادہ ایک مفید اور ضروری عمل ہے۔
- خواتین طبی کارکنوں کے لیے پیشہ ورانہ اور خاندانی ذمہ داریوں میں توازن ایک اہم چیلنج ہے، بالخصوص شوہر کے حقوق اور بچوں کی تعلیم و تربیت کے حوالے سے؛ اس لیے مناسب اوقاتِ کار اور خاندانی معاونت ضروری ہے۔
- طبی عملے، مریضوں اور تیمارداروں کی جانب سے ناروا سلوک، بد اخلاقی اور ہراسانی خواتین کے لیے اہم پیشہ ورانہ مشکلات ہیں، جن کے تدارک کے لیے محفوظ ماحول، اخلاقی ضابطۂ کار اور مؤثر شکایتی نظام ضروری ہے۔
- طویل اوقاتِ کار، رات کی شفٹوں اور مسلسل پیشہ ورانہ دباؤ کے باعث خواتین کو جسمانی و نفسیاتی مسائل کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے؛ لہٰذا ان کے لیے مناسب اوقاتِ کار، آرام اور ادارہ جاتی معاونت کا انتظام ضروری ہے۔
- صحت کے شعبے میں خواتین کی ملازمت کے لیے شرعی اصولوں، انسانی وقار، معاشرتی ضرورت اور پیشہ ورانہ تقاضوں کے درمیان توازن ضروری ہے۔ عدل، مصلحت، رفعِ حرج اور حفظِ کرامت جیسے اسلامی اصولوں کی روشنی میں ایک محفوظ، باوقار اور معاون پیشہ ورانہ ماحول تشکیل دیا جا سکتا ہے۔

References

1 al-Qurʾān, 33:58.
2 al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā, *al-Jāmiʿ*, Abwāb al-Manāqib, Bāb Faḍl Azwāj al-Nabī ﷺ, Ḥadīth no. 3895.
3 al-Shāṭibī, Ibrāhīm ibn Mūsā, *al-Muwāfaqāt* (al-Khubar: Dār Ibn ʿAffān), 2:20.
4 al-Qurʾān, 66:6.
5 al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, *Jāmiʿ al-Bayān ʿan Taʾwīl Āy al-Qurʾān*, ed. ʿAbd Allāh ibn ʿAbd al-Muḥsin al-Turkī (Cairo: Dār Hijr), 23:491.
6 al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Aḥkām, Bāb Qawl Allāh Taʿālā Aṭīʿū Allāh wa-Aṭīʿū al-Rasūl, Ḥadīth no. 7138.
7 al-Qurʾān, 30:21.
8 al-Bukhārī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Aḥkām, Ḥadīth no. 7145.
9 Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ashʿath, *al-Sunan*, Kitāb al-Nikāḥ, Bāb fī Ḥaqq al-Zawj ʿalā al-Marʾah, Ḥadīth no. 1664.
10 al-Tirmidhī, *al-Jāmiʿ*, Abwāb Ṣifat al-Qiyāmah, Bāb fī al-Qiyāmah, Ḥadīth no. 2417.
11 al-Shāṭibī, *al-Muwāfaqāt*, 2:20.
12 al-Qurʾān, 17:70.
13 al-Bukhārī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Īmān, Bāb al-Muslim man Salima al-Muslimūn min Lisānihi wa-Yadihi, Ḥadīth no. 10.
14 al-Qurʾān, 2:83.
15 al-Qurʾān, 4:58.
16 al-Qurʾān, 16:90.
17 Muslim ibn al-Ḥajjāj, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Birr wa-l-Ṣilah wa-l-Ādāb, Bāb Taḥrīm al-Ẓulm, Ḥadīth no. 2578.
18 al-Qurʾān, 17:70.
19 Muslim, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Birr wa-l-Ṣilah wa-l-Ādāb, Bāb Taḥrīm al-Ẓulm, Ḥadīth no. 2577.
20 al-Qurʾān, 49:11.

[21] al-Bukhārī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Aḥkām, Ḥadīth no. 7138.
[22] al-Bukhārī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Nikāḥ, Bāb al-Waṣāh bi-l-Nisāʾ, Ḥadīth no. 5186.
[23] al-Qurʾān, 33:58.
[24] al-Qurʾān, 16:90.
[25] al-Qurʾān, 4:58.
[26] al-Qurʾān, 49:6.
[27] al-Bukhārī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb Aḥādīth al-Anbiyāʾ, Ḥadīth no. 3475.
[28] Muslim, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Birr wa-l-Ṣilah wa-l-Ādāb, Bāb Faḍl al-Rifq, Ḥadīth no. 2594.
[29] Muslim, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Birr wa-l-Ṣilah wa-l-Ādāb, Ḥadīth no. 2564.
[30] al-Qurʾān, 24:31.
[31] al-Bukhārī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Adab, Bāb man Kāna Yuʾmin bi-Allāh wa-l-Yawm al-Ākhir fa-lā Yuʾdhī Jārah, Ḥadīth no. 6018.
[32] al-Bukhārī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-ʿIlm, Ḥadīth no. 59.
[33] al-Qurʾān, 2:195.
[34] al-Bukhārī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Ṣawm, Bāb Ḥaqq al-Jism fī al-Ṣawm, Ḥadīth no. 1975.
[35] al-Qurʾān, 2:286.
[36] al-Qurʾān, 13:28.
[37] al-Qurʾān, 2:185.
[38] al-Qurʾān, 4:19.
[39] al-Bukhārī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Ṣawm, Bāb man Aqsama ʿalā Akhīhi li-Yufṭira fī al-Taṭawwuʿ, Ḥadīth no. 1968.
[40] al-Qurʾān, 5:2.
[41] al-Bukhārī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Ṣalāh, Bāb Tashbīk al-Aṣābiʿ fī al-Masjid wa-Ghayrihi, Ḥadīth no. 481.